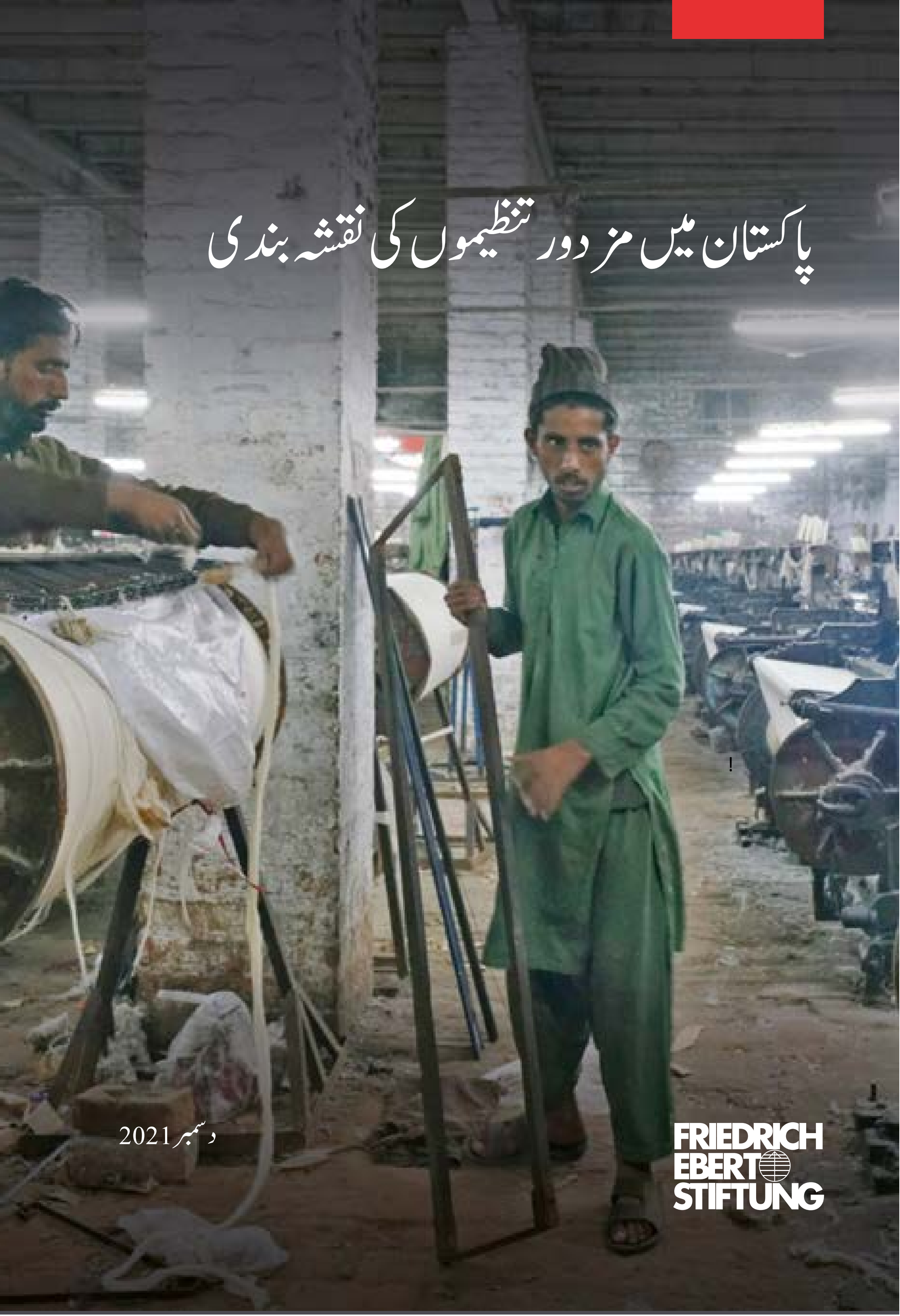

پاکستان میں مزدور تنظیموں کی نقشہ بندی

دسمبر 2021

FRIEDRICH EBERT STIFTUNG

پاکستان میں مزدور تنظیموں کی نقشہ بندی

(مترجم: ابنِ ایاز)

دسمبر2021

!

مدیران:
ڈاکٹر یوخن ہپلر | کنٹری ڈائریکٹر
عبداللہ دایو | پروگرام کوآرڈینیٹر
فریڈرک ایبرٹ اسٹفٹنگ (ایف ای ایس)، پاکستان آفس

اشاعت:
کاپی رائٹ© 2021، فریڈرک ایبرٹ اسٹفٹنگ پاکستان آفس
پہلی منزل، 66-W، جنید پلازہ، جناح ایونیو، بلیو ایریا
پی او بکس 1289، اسلام آباد پاکستان

فون: 4 – 3391 280 51 92+
فیکس: 3395 280 51 92+
ویب سائٹ: https://pakistan.fes.de
فیس بک: Friedrich-Ebert-Stiftung, Pakistan
ٹویٹر: @FES_PAK

مطبوعات کے حصول کے لئے: info@fes-pakistan.org

سرورق تصویر:
کاپی رائٹ یوخن ہپلر

فریڈرک ایبرٹ اسٹفٹنگ کی جانب سے شائع کردہ تمام ابلاغی مواد کا تجارتی مقاصد کے لئے استعمال ادارے (ایف ای ایس پاکستان) کی تحریری رضامندی کے بغیر ممنوع ہے۔

آئی ایس بی این ISBN 978-969-9675-43-0

فریڈرک ایبرٹ اسٹفٹنگ کا اس اشاعت میں پیش خیالات سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

فہرست

دیباچہ i

تعارف 1

حصہ اوّل پاکستان میں مزدور تنظیموں کا مختصر جائزہ 3

1.1 تاریخی پس منظر 3

1.1.1 آزادی کے بعد مزدور تحریک کا منظر نامہ 4

1.1.2 قانون سازی کا ارتقاء 5

1.2 ٹریڈ یونینز کی عددی طاقت 8

1.3 آئین اور انجمن سازی کا حق 9

1.3.1 اٹھارویں آئینی ترمیم 10

1.4 ٹریڈ یونینوں کے انضباطی ادارے 12

1.4.1 قومی صنعتی تعلقات کمیشن 12

1.5 مزدور تنظیمیں اور مشکلات (چیلنجز) 14

1.5.1 بین الاقوامی تنظیموں کے مشاہدات (CEARCاور GSP+) 14

1.5.2 ترجیحات کی عمومی اسکیم (جی ایس پی +) 15

1.5.3 مزدور تنظیموں کی جانب سے نمایاں کردہ اہم مشکلات (چیلنجز) 16

حِصّہ دوم طرزِ عمل، تجربات اور مصروفیات کی فہم: زمینی نتائج 19

2.1 اندرونی میکانزم اور طرز عمل 19

2.2 ٹریڈ یونینز: تنوع اور شمولیت 21

2.2.1 مذہبی اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کی شرکت 24

2.2.2 تیس سال سے کم عمر افراد کی شرکت 26

2.3 مزدور تنظیمیں اور اتحاد کی تعمیر 27

2.3.1 مزدور تنظیمیں اور سہ فریقی ڈھانچے 28

2.3.2 سول سوسائٹی کے ساتھ شراکت داری 28

2.3.3 بین الاقوامی اداروں کی مشغولیت 29

2.4 محنت کش تنظیمیں اور لیبر عدلیہ 30

2.4.1 صوبوں میں لیبر کورٹس کی تعداد 30

2.4.2 قومی صنعتی تعلقات کمیشن 31

2.5 ٹریڈ یونینز اور حالیہ پیش رفت 33

2.6 اٹھارویں آئینی ترمیم 33

2.7 ترجیحات کی عمومی اسکیم (جی ایس پی +) 34

حصہ سوم مزدور تنظیموں اور فیڈریشنز کا تعارفی خاکہ 37

3.1 آل پاکستان لیبر فیڈریشن 37

3.2 آل پاکستان لیڈی ہیلتھ ورکرز ایسوسی ایشن 38

3.3 آل پاکستان آئل اینڈ گیس ایمپلائز فیڈریشن 38

3.4 آل پاکستان ٹریڈ یونین فیڈریشن 39

3.5 آل پاکستان ٹریڈ یونین آرگنائزیشن (APTUO) 40

3.6 آل پاکستان یونائیٹڈ ایریگیشن ایمپلائز فیڈریشن 40

3.7 آل پاکستان واپڈا ہائیڈرو الیکٹرک ورکرز یونین 40

3.8 فیصل آباد لیبر فیڈریشن 41

3.9 ہوم بیسڈ وومن ورکرز فیڈریشن 42

3.10 اتحاد لیبر یونین کارپٹ انڈسٹری پاکستان 42

3.11 لیبر قومی موومنٹ 43

3.12 محنت کش لیبر فیڈریشن 44

3.13 متحدہ لیبر فیڈریشن 44

3.14 نیشنل لیبر کونسل 45

3.15 نیشنل لیبر فیڈریشن 45

3.16 نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن 46

3.17 پاکستان سینٹرل مائنز لیبر فیڈریشن 47

3.18 پاکستان ہائیڈرو الیکٹرک ورکرز یونین 47

3.19 پاکستان ورکرز فیڈریشن 48

3.20 پیپلز لیبر بیورو / فیڈریشن 49

3.21 پنجاب فیڈریشن آف لیبر یونینز 50

3.22 ریلوے ورکرز یونین (کھلی لائن) 51

3.23 سندھ لیبر فیڈریشن 52

3.24 ٹیکسٹائل پاور لومز اینڈ گارمنٹ ورکرز فیڈریشن 52

3.25 بین الاقوامی یونین برائے خوراک، زرعی، ہوٹل، ریستوران، کیٹرنگ، تمباکو اور الائیڈ ورکرز ایسوسی ایشنز ... 53

3.26 یونی لیور ایمپلائز فیڈریشن 53

3.27 یونائیٹڈ میونسپل ورکرز فیڈریشن سندھ 54

3.28 وطن دوست مزدور فیڈریشن 54

حصہ چہارم سفارشات 57

4.1 برائے حکومت 57

4.2 برائے مزدور یونین 59

4.3 برائے سول سوسائٹی کے شراکت دار 59

4.4 برائے بین الاقوامی معاون تنظیمیں 60

اختتامیہ 62

دیباچہ

مزدور یونینز کسی بھی ملک کی اہم سماجی تنظیمیں ہوتی ہیں جو عام محنت کش لوگوں کی آواز جبکہ آجروں اور حکومت کے خلاف مزدوروں کے مفادات کی نمائندگی کرتی ہیں، اور دیگر سماجی شعبوں کے ساتھ روابط اور تعاون قائم کرتی ہیں۔ خاص طور پر جمہوری معاشروں میں مزدور تنظیمیں اکثر سیاست میں جمہوری روایات کو فروغ دینے، کارکنوں اور دیگر تمام مزدوروں کی سماجی اور سیاسی شراکت کو مضبوط بنانے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں۔ الغرض، اجرت اور کام کے حالات پر اجتماعی سودے بازی میں معاشی افعال کے علاوہ یہ نہایت اہم کام ہیں جو مزدور یونینز بہت سے معاشروں میں ادا کر رہی ہیں۔

تاہم پاکستان میں مزدور تنظیمیں افسوسناک طور پر کمزور ہیں جیسا کہ تقریباً تمام مبصرین، یہاں تک کہ زیادہ تر تنظیمیں خود بھی متفق ہیں۔ اگرچہ لفظی طور پر ہزاروں تنظیمیں موجود ہیں لیکن وہ عام طور پر چھوٹی یا بہت چھوٹی ہوتی ہیں اور کئی فیڈریشنوں اور کنفیڈریشنوں میں منظّم ہوتی ہیں، جو کبھی مقابلہ کرتی ہیں اور کبھی کبھی تعاون کرتی ہیں۔ ناموافق قانونی حالات، آجروں کی عدم دلچسپی یہاں تک کہ دشمنی اور پاکستانی معیشت کا ڈھانچہ مزدور تنظیموں کی کمزوری کے اسباب ہیں کیونکہ اس کے بڑے غیر رسمی شعبے کو منظّم کرنا مشکل ہے۔ اس کے ساتھ ہی تنظیموں کی کمزوری کی وجوہات خود انکے طرز عمل یا ڈھانچے کے نتیجے میں ہوتی ہیں۔ ان وجوہات میں ان کا انتہائی بکھرا ہوا کردار، آپس میں اتحاد کا فقدان، نیز ان میں براہ راست اور بالواسطہ بدعنوانی، جمہوریت اور شفافیت کا فقدان شامل ہیں۔ اس طرح کے عوامل تنظیموں کی ساکھ اور کشش کو زائل کرتے ہیں، جس کا فائدہ یونین مخالف قوتیں اٹھا سکتی ہیں۔

اگر پاکستانی مزدور تحریک اور اس کی تنظیموں کو اپنی طاقت کو متحرک اور بحال کرنا مقصود ہے جو ضیاءالحق کی آمریت کے دوران تباہ ہو گئی تھی، تو انکو اندرونی اصلاحات کے ساتھ ٹوٹ پھوٹ پر قابو پانے اور مقصد و عمل کا اتحاد پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ساتھ ہی غیر رسمی شعبے، خواتین اور نوجوانوں کو منظم کرنے کے لیے مزید موثر حکمت عملی تیار کرنے کی ضرورت ہے۔

نقشہ بندی کا یہ مطالعہ پاکستانی مزدور تنظیموں کی اہم خصوصیات، طاقتوں اور کمزوریوں کا ایک جائزہ فراہم کر رہا ہے۔ ان کا صرف خود تنقیدی جائزہ ہی مزدور تحریک کو اپنی کمزوریوں پر قابو پانے اور طاقت کے ساتھ دوبارہ متحرک ہونے کا اسے وہ موقع دے گا جو اسے ہونا چاہیے تا کہ وہ پاکستانی محنت کشوں اور جمہوریت کی فلاح و بہبود میں مزید اہم کردار ادا کر سکے۔ پاکستان میں مزدور تحریک سے متعلق قابل اعتماد معلومات کی انتہائی کمیابی کے پیش نظر، فریڈرک ایبرٹ اسٹفٹنگ عوامی طور پر دستیاب معلومات کو وسیع کرنے میں اپنا حصہ ڈالنا چاہتا ہے۔ صرف اپنی طاقت اور کمزوریوں کو حقیقت پسندانہ سمجھ کر ہی تنظیمیں اپنی پوری صلاحیت کو بروئے کار لا سکتی ہیں۔ ہمیں پوری امید ہے کہ مزدور یونینز اور فیڈریشنز مستقبل میں اس سے بھی زیادہ کام کریں گی۔ پاکستان اور اس کے شہریوں کو ایک مضبوط مزدور تحریک کی ضرورت ہے۔

ہمیں پوری امید ہے کہ دی نالج فورم کی تحقیقاتی ٹیم، زیر قیادت زینیہ شوکت، شجاع الدین قریشی، سنبل خان، عبداللہ کھوسو، عازیہ رفیق، محمد رفیق، زوشین ریاض اور ہاجرہ مشتاق کی جانب سے کی جانے والی موجودہ تحقیق اس مقصد میں اپنا حصہ ڈالے گی۔

ڈاکٹر یوخن، ہیلر
کنٹری ڈائریکٹر
فریڈرک ایبرٹ اسٹفٹنگ پاکستان
دسمبر 2021

عبداللہ دایو
پروگرام کوآرڈینیٹر
فریڈرک ایبرٹ اسٹفٹنگ پاکستان

تعارف

پاکستان میں مزدور تنظیموں کی نقشہ بندی محققین کے ایک گروپ کی طرف سے کیا گیا ایک تحقیقی مطالعہ ہے جو پاکستان میں ٹریڈ یونینز کی حالت، انکو درپیش مشکلات، طریقوں، تنوع کو شامل کرنے کی حالت اور حکمت عملی، سہ فریقی ڈھانچے، ادارے، اتحادیوں کے ساتھ مل کر کام کرنے کے تجربے اور حالیہ پیش رفتوں سے نمٹنے کا جائزہ لینے کے لیے ایک معیاری تفہیم حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ مطالعہ مملکتِ پاکستان میں سرکردہ مزدور فیڈریشنز اور یونینز کا ایک مختصر نقشہ بھی پیش کرتا ہے۔ نقشہ بندی کی اس مشق نے پاکستان میں فیڈریشنز اور ٹریڈ یونینز کی اہم خصوصیات کا احاطہ بھی کیا ہے۔

اس مطالعے کا اختتام پر ٹریڈ یونینز اور فیڈریشنز کی جانب سے حکومت، سول سوسائٹی اور خود مزدور تنظیموں کی جانب سے کارروائی کے لئے مشترکہ سفارشات کی فہرست مرتب کی گئی ہے۔

طریقہ کار

یہ مطالعہ بنیادی اعداد و شمار پر مبنی ہے جس میں دو درجن سے زائد اہم تحقیقی انٹرویوز ہیں جو زیادہ تر ذاتی طور پر یا پھر جہاں ضرورت پڑی آن لائن کیے گئے جبکہ کراچی میں ایک فوکس گروپ ڈسکشن کا بھی انعقاد کیا گیا۔

بنیادی رپورٹنگ میں اسٹیک ہولڈرز کی دو اقسام کا احاطہ کیا گیا ہے۔ ان میں مزدور تنظیموں کے رہنماء (مرد اور خواتین)، مزدور تنظیموں کے اتحادی اور حامی شامل ہیں (وہ تنظیمیں اور افراد جو مزدور تنظیموں کے ساتھ متحرک ہونے، وکالت، تعمیری صلاحیت اور وسائل کی مدد کے شعبوں میں مل کر کام کرتے ہیں)۔ اس سانچے میں ایسے لوگوں کو ڈھالنے کی کوشش کی گئی ہے جنہیں تنظیموں کے دائرے میں تو سمجھا جاتا ہے لیکن "شمولیت" سے متعلق ایک وقف حصّہ شامل کیا گیا ہے جس میں تفتیش کا ایک مخصوص مجموعہ شامل کیا گیا ہے۔ مذکورہ حصّے میں خواتین، مذہبی اقلیتوں اور تیس سال سے کم عمر (نوجوانوں) افراد کو مزدور تنظیموں کے رکن کے طور پر مرکوز کیا گیا ہے۔

رپورٹ کی ساخت

رپورٹ کو چار حصّوں میں مُنقسم ہے۔ پہلا حصّہ مزدور تنظیموں (ٹریڈ یونینز) کا مختصر جائزہ پیش کرتا ہے جس میں اسکی تاریخ، عددی طاقت کے لحاظ سے موجودہ حیثیت، قانون سازی اور مزدور تنظیموں کے منضبط اداروں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے بعد پاکستان میں مزدور تنظیموں کو درپیش اہم چیلنجز کی مختصر فہرست شامل ہے۔

دوسرے حصے میں تحقیقات کے ان نتائج پر روشنی ڈالی گئی ہے جو کہ اہم تحقیقاتی انٹرویوز سے جمع کیے گئے ہیں۔ مزدور تنظیموں کا اندرونی نظم ونسق اور تنوع کے لحاظ سے یونینز کے طریقوں کا احاطہ کرنا، اتحادیوں اور سہ فریقی ڈھانچے کے ساتھ کام کرنے کے

تجربات، لیبر کورٹ کی شمولیت، اور مزدوروں کے حقوق پر اثر انداز ہونے والی حالیہ پیش رفت کے بارے میں مشاہدات شامل ہیں۔

تیسرے حصّے میں پاکستان میں اہم مزدور فیڈریشنز کی تفصیلات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

آخری حصّے میں حکومت، سول سوسائٹی میں شراکت داروں، ٹریڈ یونینوں کی اپنی صفوں اور بین الاقوامی تنظیموں کی جانب سے عملی نکات اور مزدور تنظیموں سے جمع شدہ جُملہ سفارشات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

حصہ اوّل

پاکستان میں مزدور تنظیموں کا مختصر جائزہ

1.1 تاریخی پس منظر

متعدد تاریخی پیش رفتیں پاکستان میں مزدور یونین تحریک کے ارتقاء سے آگاہ کرتی ہیں۔

اپنی تاریخ کے لحاظ سے پاکستان میں مزدور قوانین اور ٹریڈ یونینوں کو برطانوی دور کی قانون سازی، سیاست اور تحریک آزادی نے تشکیل دیا ہے۔

برصغیر پاک وہند کے نوآبادیاتی حکمرانوں (1947-1857) نے وسائل پر دسترس اور ہندوستانی مزدور کے استحصال پر مبنی معاشی نظم قائم کرنے کی کوشش کی۔ 1857 میں برصغیر پاک وہند پر نوآبادیاتی قبضے کے احکامات کے ساتھ برطانوی کاروباری اداروں اور منافع کے تحفظ کے لئے ہندوستانی حریفوں کی ٹیکسٹائل اشیاء اور مصنوعات پر پابندی عائد کی گئی اور مزدوروں کے استحصال کو دوام بخشنے کے لئے قانون سازی کی گئی۔ اس سلسلے میں دو اہم قانون سازیوں "ایمپلائرز اینڈ ورک مین ڈسپیوٹ ایکٹ 1860" اور "انڈین فیکٹریز ایکٹ 1881" کو حوالے کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ پہلے قانون نے ملازمین کے حقوق کو محدود کیا جبکہ دوسرے قانون نے بچوں کی مزدوری کو منضبط کیا۔[1]

جب مزدوروں کے مزاحمتی عمل سے ناگپور، بمبئی اور مدراس میں 1877ء کے اوائل میں شروع ہونے والے مظاہروں کا آغاز ہوا تو برصغیر پاک وہند میں نوآبادیاتی قبضے کے بعد مزدور تحریک 1890ء میں بمبئی مل ہینڈ ایسوسی ایشن کی شکل میں شروع ہوئی جسے نارائن میگھاجی لوکھنڈے (جسے بھارت میں ٹریڈ یونین تحریک کا باپ بھی کہا جاتا ہے) نے تشکیل دیا۔[2]

---

1 یو شوہونگ–ملک ضیاء الدین (2017)، "پاکستان میں مزدوروں کے مسائل کا تجزیہ: مزدور قوانین اور مزدور یونینوں کا ایک تاریخی پس منظر"، ووہان یونیورسٹی، ہوبی، چین والیوم 3، نمبر۔2، 2017 ISSN:2421-2695 - https://labourlaw.unibo.it/article/view/7577/7280

2 "ہندوستان میں ٹریڈ یونینوں کی تاریخ" دیکھیں https://spiritofhr.wordpress.com/industrialdisputes-act-trade-unions-act-factories-act-plantation-labor-act/history-of-trade-india-india/

ایسوسی ایشن نے فیکٹریز ایکٹ 1881 کو بدلنے کرنے کی ٹھان لی جس نے مزدوروں کے استحصال کو ادارہ جاتی شکل دی۔ یہ مظاہرے پھیل گئے جس سے دیگر شعبہ جاتی انجمنوں کو راہ ملی۔ مزدوروں کی تحریک نے ہندوستانی قوم پرست رہنماؤں کی حمایت سے زور پکڑا جو کارکنوں کے احتجاج میں شامل ہوئے۔[3]

مزدوروں کی پہلی مرکزی تنظیم آل انڈیا ٹریڈ یونین کانگریس (AITUC) آئی ایل او کے پہلے اجلاس کے لیے مندوبین کے انتخاب پر محنت کشوں کی ناراضگی کے نتیجے میں وجود میں آئی۔[4]

آزادی کے بعد پاکستان اور بھارت کے مابین ایک اہم فرق دونوں ممالک کے بانیان کا ٹریڈ یونینز کی طرف جھکاؤ ہے۔ جب کہ محمد علی جناح ستر ہزار اراکین پر مشتمل مضبوط آل انڈیا پوسٹل اسٹاف یونین کے مزدور رہنما بھی تھے، لیکن آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر ہوتے ہوئے بھی وہ پاکستان کے لیے اپنی مہم میں منظم مزدوروں کے ساتھ تعلقات استوار نہ کر سکے۔[5] اس کے برعکس، انڈین نیشنل کانگریس اور دیگر قوم پرست جماعتوں کی قیادت نے نہ صرف AITUC کو منظم کیا، بلکہ انہوں نے کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا کے ساتھ مل کر محنت کشوں کی جدوجہد کی حمایت کی۔

آزادی کے بعد کے دور میں یہ سیاسی جھکاؤ قیادت میں منتقل ہوا۔ ہندوستان میں سیاسی قیادت نے طاقتور ٹریڈ یونینز کو فروغ دیا، تاہم پاکستان میں سیاسی اور بعد میں فوجی حکومتوں نے نجی قیادت کے سرمایہ دارانہ ماڈل کو اپناتے ہوئے غیر جمہوری راستہ اختیار کیا، جہاں نام نہاد اقتصادی ترقی نے فلاحی منصوبے پر غلبہ پالیا۔

1.1.1 آزادی کے بعد مزدور تحریک کا منظرنامہ

بھارت اور پاکستان کے درمیان مزدوروں کے ایجنڈے میں ایک اور اہم فرق آزادی کے بعد صنعتی مزدوروں کا کردار ہے۔ اگرچہ صنعتی مزدوروں نے آزادی کی جدوجہد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اسی وجہ سے ہندوستانی سیاست میں منظم مزدوروں کے لئے ادارہ جاتی کردار پایا جاتا ہے، تاہم پاکستان کو ایک بہت چھوٹا صنعتی حصہ ورثے میں ملا جو ہندوستان کی کل صنعت کا صرف 9 فیصد تھا۔ اسی طرح مزدوروں کی آبادی کا ایک بہت چھوٹا تناسب اس صنعت میں مصروف تھا جو کہ مزدوروں کی کل آبادی کا صرف 0.63 فیصد تھا۔ اگرچہ ٹریڈ یونینوں کی رکنیت کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا لیکن اس کے بعد پاکستان میں آنے والی

---

3 یوشوہونگ–ملک ضیاء الدین (2017)، "پاکستان میں مزدوروں کے مسائل کا تجزیہ: مزدور قوانین اور مزدور یونینوں کا ایک تاریخی پس منظر"، ووہان یونیورسٹی، ہوبی، چین والیوم 3، نمبر۔2، 2017 - ISSN:2421-2695 https://labourlaw.unibo.it/article/view/7577/7280

4 خلیل، ذکاءاللہ خان (2018)، "پاکستان میں ٹریڈ یونینزم اور صنعتی تعلقات کا خاکہ"، انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن پاکستان، انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن

5 کینڈ لینڈ، کرسٹوفر، "نئی سماجی اور نئی سیاسی یونین ازم: مزدور، صنعت اور بھارت اور پاکستان میں ریاست" عالمی یکجہتی مکالمہ http://globalsolidarity.antenna.nl/candland.html

حکومتوں نے قانون سازی، ادارہ جاتی اور من مانی اقدامات کے ذریعے کمزور، سیاسی طور پر بکھری ہوئی اور چھوٹی یونینز کو فروغ دیا۔ [6]

تاہم اس کا مقصد مزدور یونینز کے بااثر سماجی تحریکوں، خاص طور پر جمہوریت نواز جدوجہد میں انکے کے کردار کو آزاد چھوڑنا نہیں تھا۔ مزید بر آں پاکستان میں ٹریڈ یونین کی تحریک میں بائیں بازو کی مزدور تنظیموں، گروپس اور دانشوروں نے مضبوط کردار ادا کیا۔ بائیں بازو کے دانشوروں جیسے فیض احمد فیض، سی آر اسلم، شوکت علی، ایرک سائپرین اور دیگر نے ٹریڈ یونینوں میں ذمہ دار عہدوں پر فائز رہے اور مزدوروں کی ٹریڈ یونین سے وابستگی کے لئے آجروں اور حکومتی اقدامات سے لڑنے میں مدد کی۔ [7]

1.1.2 قانون سازی کا ارتقاء

آزادی کے بعد جہاں پاکستان میں سیاسی اور فوجی حکومتوں کا سلسلہ جاری رہا وہیں مزدوروں کی قانون سازی بھی ایک کے بعد دوسری حکومت تک مختلف تھی۔ تاہم زیادہ تر مزدور قانون سازی بنیادی طور پر برطانیہ سے ورثے میں ملے قانونی ڈھانچے میں جڑی ہوئی تھی۔ [8]

یہ بات قابل غور رہے کہ پاکستان نے 1947 میں آئی ایل او میں شمولیت اختیار کی اور اسکے کنونشن 87 کی توثیق کی جس کا تعلق کارکنوں کے منظم ہونے کے حق سے جبکہ 1950 کی دہائی کے اوائل میں کنونشن 98 کی بھی توثیق کی جو اجتماعی طور پر سودے کاری کے حق سے متعلق تھا۔

صنعتی تعلقات کے ایکٹ کے لحاظ سے ، پاکستان کو 1926 کا ٹریڈ یونین ایکٹ وراثت میں ملا، جو کہ مزدوروں اور آجروں کی مشغولیت کے لیے ایک فریم ورک کو قائم و منظّم کرتا ہے، جس نے مسلح افواج کی خدمات کے علاوہ عام یا انٹرپرائز پر مبنی یونین سازی کی اجازت دی۔ (یہاں تک کہ مسلح افواج میں موجود سویلین ملازمین کو بھی یونین سازی کا حق دیا گیا)۔ ایک اور اہم قانون، 1947 کا ٹریڈ ڈسپیوٹ ایکٹ (تجارتی تنازعات کا قانون) بھی آزادی کے فوراً بعد منظور کیا گیا، جس نے آجروں اور ملازمین کے درمیان تنازعات کو حل کرنے اور روکنے کے لیے ثالثی کا حق فراہم کیا جس کی رو سے تنازعات کو مزید چھان بین یا مصالحت کے لیے عدالت میں بھیجا جا سکتا تھا۔

6 مغربی پاکستان میں مزدور تحریک 1947-1958: پنجاب کے تناظر میں https://gcwus.edu.pk/wp-content/uploads/1.-Labour-Movement-in-West-Pakistan.pdf

7 مغربی پاکستان میں مزدور تحریک 1947-1958: پنجاب کے تناظر میں https://gcwus.edu.pk/wp-content/uploads/1.-Labour-Movement-in-West-Pakistan.pdf

8 پی ایچ ڈی

تاہم بعد کے برسوں میں ریاست، چاہے وہ جمہوری قیادت میں تھی یا فوجی، نے ممانعتی اور مداخلتی ہتھکنڈوں سے انضباطی قوائد کو اپنایا اور بعد میں 1958 میں جنرل ایوب خان کے فوجی قبضے نے اسے مکمل طور پر ختم کر دیا کیونکہ وردی والی حکومت نے دو اہم قوانین: ٹریڈ یونین ایکٹ 1947 اور ٹریڈ ڈسپیوٹ ایکٹ، 1947 کو ختم کر دیا۔

بعد کے برسوں میں پاکستان حکومت نے لازمی خدمات کی بحالی ایکٹ 1952 کے ذریعے یونینز پر پابندی عائد کر دی جس کے تحت "کمیونٹی کی زندگی کے لیے ضروری" قرار دیئے گئے کاموں سے متعلق کسی بھی صنعت یا خدمت میں کام سے غیر حاضری یا کام کو روکنے کو قابلِ گرفت جرم قرار دیا گیا۔[9]

صنعتی تنازعات آرڈیننس 1959 میں بڑی صنعتوں کی کثیر تعداد کو 'عوامی افادیت' کے طور پر درج کیا گیا جس نے بنیادی طور پر حکومت کی طرف سے لازمی خدمات کے طور پر اعلان کردہ صنعتوں میں ہڑتال کے حق کو ختم کر دیا۔ ڈپٹی مارشل لا ایڈمنسٹریٹر نور خان کی جانب سے 1969 کے انڈسٹریل ریلیشنز آرڈیننس (آئی آر او) میں ٹریڈ یونینز کو منظّم ہونے کا حق فراہم کرنے کے ساتھ ٹریڈ یونین کے رہنماؤں کے انتخاب کو فیکٹری کی سطح تک محدود کر کے جبکہ اجتماعی سوداکار ایجنٹس (سی بی اے) کا نظام متعارف کروا کر سیاسی طور پر جداگانہ ٹریڈ یونین ماڈل کو شامل کیا گیا۔ سی بی اے کا نظام جو کہ صرف فیکٹری کی سطح تک محدود تھا، اس میں ٹریڈ یونینز کو انتظامیہ کے ساتھ مذاکرات کے حق اور صنعتی کارروائی کیلئے خفیہ رائے شماری کے انتخابات یا ریفرنڈم جیتنے کی ضرورت تھی۔

اگرچہ آرڈیننس میں مشترک آجر کے قرار شدہ 75 فیصد ارکان کی ضرورت شامل تھی اسکے باوجود لازمی خدمات ایکٹ / آرڈیننس نے ملک گیر اداروں جیسے کہ ریلوے اور ڈاکخانے کی خدمات میں یونین سازی کو محدود رکھا، انہیں لازمی صنعتیں اور خدمات قرار دیتے ہوئے اس طرح کے اداروں میں یونین سازی کا تدارک کیا گیا۔[10] اس کے علاوہ مارشل لا انتظامیہ نے سیاسی طور پر جداگانہ ٹریڈ یونینز بھی قائم کیں۔ پی آئی اے میں نور خان نے "بیرونی" کی حمایت کے بجائے یونینوں کی خود نمائندگی کو فروغ دیا جس نے یونینوں کو بالآخر سماجی تحریکوں سے جدا کر دیا۔ آئی آر او 1969 نے ٹریڈ یونینوں کے حصّے بخرے کر دیئے جس کے نتیجے میں چھوٹی تنظیموں کی تعداد میں اضافہ جبکہ ٹریڈ یونین کی کثافت میں کمی واقع ہوئی۔ آئی آر او 1969 اور بعد کے قوانین نے بھی ہڑتالوں کو بوجھل لازمی طریقہ کار کو پورا کرنے سے مشروط کر دیا اور اسے ٹیکس لگانے کے آپشن میں تبدیل کر دیا۔

اگرچہ آرڈیننس میں ایک ہی آجر کے ذریعہ اعلان کردہ کسی بھی ٹریڈ یونین کے 75٪ ممبروں کی ضرورت کو شامل کیا گیا تھا، لیکن ضروری خدمات کے ایکٹ / آرڈیننس نے ملک گیر اداروں جیسے کہ ریلوے اور پوسٹل سروسز میں یونین سازی کو محدود

9 کینڈلینڈ، کرسٹوفر، "نئی سماجی اور نئی سیاسی یونین ازم: مزدور، صنعت اور بھارت اور پاکستان میں ریاست" عالمی یکجہتی مکالمہ http://globalsolidarity.antenna.nl/candland.ht

10 کینڈلینڈ، کرسٹوفر، "نئی سماجی اور نئی سیاسی یونین ازم: مزدور، صنعت اور بھارت اور پاکستان میں ریاست" عالمی یکجہتی مکالمہ http://globalsolidarity.antenna.nl/candland.ht

رکھا، ان کو ضروری صنعتوں کے طور پر قرار دیا۔ اور خدمات، ایسے اداروں میں یونینیں نہیں بن سکتیں۔10 اس کے علاوہ، مارشل لاء انتظامیہ نے سیاسی طور پر غیر محفوظ ٹریڈ یونین بھی قائم کی۔ پی آئی اے میں، نور خان نے "بیرونی لوگوں" کی حمایت کے بجائے یونینوں کی خود نمائندگی کو فروغ دیا، جس نے بنیادی طور پر یونینوں کو سماجی تحریکوں سے الگ کر دیا۔ آئی ار او 1969 نے ٹریڈ یونینوں میں ٹوٹ پھوٹ کو فروغ دیا، جس کے نتیجے میں یونینوں کی تعداد میں اضافہ ہوا جبکہ ٹریڈ یونین کثافت میں کمی واقع ہوئی۔ آئی ار او1969 اور بعد کے قوانین نے بھی ہڑتالوں کو پیچیدہ و ناگزیر طریقہ کار کو پورا کرنے سے مشروط کر دیا، اسے ٹیکس لگانے کے اختیار میں بدل دیا۔

یکے بعد دیگرے آنے والی حکومتوں، چاہے وہ فوجی ہوں یا جمہوری طور پر منتخب، نے آئی ار او1969 میں متعدد بار 1970، 1972، 1973، 1974، 1979، اور 1981 میں ترامیم کیں، تاکہ مزدور اور صنعتی تعلقات کو محدود کیا جا سکے۔

آئی آر او2002 اور آئی آر ایکٹ 2008 دونوں نے اپنے دائرہ کار سے پولیس، مسلح افواج اور انکی خصوصی خدمات پر متعین ملازمین، پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز (پی آئی اے) کے حفاظتی عملے، تنخواہ گروپ V سے زیادہ اجرت کمانے والے، پاکستان سیکورٹی پرنٹنگ کارپوریشن، سرکاری اسپتال اور تعلیمی ادارے، ذاتی کاروباری افراد اور زرعی کارکنوں کو نکال دیا۔ یہ گروہ ملک کی کُل مزدور قوت کا تقریباً70 فیصد ہیں۔

آئی آر او1969 نے قومی صنعتی تعلقات کمیشن (این آئی آر سی) کے ذریعے یونینز کی نگرانی کے لئے انتظامی ڈھانچہ بھی قائم کیا ۔ مذکورہ کمیشن کو ٹریڈ یونینز کے رجسٹرار، لیبر کورٹ، حکومتی مشیر اور محنت کشوں کی تعلیم کے لئے ایک فیڈریشن کے طور پر کام کرنے کا اختیار دیا گیا۔ مزدوروں کے معاملات میں ریاستی عملداری و مداخلت کی نمائندگی کرنے والے ایک ادارے کے طور پر این آئی آر سی کا کردار آج بھی جاری ہے۔[11]

پے در پے آمریتوں کے علاوہ، بشمول جنرل ضیا کا دور جو ٹریڈ یونینز کے خلاف کریک ڈاؤن اور سرکاری و نجی شعبوں کے یونین رہنماؤں کو قید کرنے کے لئے جانا جاتا ہے، دو دیگر پیش رفتوں نے مزدور تنظیموں اور یونین سازی سے متعلق بنیادی حقوق پر اَثر ڈالا۔ ایک سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی نیشنلائزیشن کی پالیسی اور دوسری نجکاری کی پالیسی، جسے 1988 کی سبکدوش ہونے والی عبوری حکومت نے منظور کیا اور اس کے بعد کی جمہوری حکومتوں نے اسے اپنایا۔

1972 میں کراچی میں ٹیکسٹائل ورکرز کے ساتھ تصادم کی وجہ سے ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت جس نے مزدوروں کے حامی کئی اصلاحات لائی تھیں، کے کارکنوں کے ساتھ بھی پیچیدہ تعلقات تھے۔ ان کی حکومت کی یونین سازی کو فروغ دینے کی مہم جبکہ منافع میں حصہ دینے جیسی دیگر دفعات نے چھوٹی اور بڑی صنعتوں میں ٹریڈ یونین بنانے کی تحریک کو فروغ دیا۔

تاہم مالک اور مزدوروں کے درمیان تنازعات اور مزدور کی عسکریت پسندی کے واقعات میں بھی اضافہ ہوا۔ اس کے علاوہ بڑے اور چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کو قومیانے کے نتیجے میں نوکر شاہی (بیوروکریسی) کو قومیائی گئی صنعتی اداروں کے رہنما کے

11 شوکت، زینیہ "مزدور کے، مزید حقوق" ڈان۔ یکم مئی 2020 https://www.dawn.com/news/842984/more-rights-for-labour

طور پر شامل کیا گیا۔ بیوروکریسی نے صنعتی امن کے حصول کے لئے ٹریڈ یونینوں کے انتخاب کی خاطر چند مزدور رہنماؤں کو مراعات فراہم کر کے ساتھ ملالیا۔[12] اس سے ٹریڈ یونین تحریک کے اندر باہمی تنازعہ پیدا ہوا جس نے ٹریڈ یونینز کو مزید کمزور کر دیا۔

پاکستان نے 1988 میں آئی ایم ایف اسٹرکچرل ایڈ جسٹمنٹ پروگرام پر دستخط کیے–ابتدائی طور پر اس پر عبوری حکومت نے دستخط کیے جس کے بعد پے در پے منتخب حکومتوں پر بھی مسلط کیا گیا۔ نجکاری اس پروگرام کا ایک اہم جزو تھا۔ بعد میں آنے والی حکومتیں، خاص طور پر میاں نواز شریف نے سرکاری شعبے کے اداروں بشمول مینوفیکچرنگ انٹرپرائزز، نیشنلائزڈ بینکوں، ٹیلی کمیونیکیشن اور نجی صنعتوں کو بھی غیر منضبط کرنے کے لئے پیش کیا۔ اگرچہ مزدور تنظیموں نے اس اقدام کی بھرپور مزاحمت کی لیکن پلانٹ کی سطح پر صنعتی تنظیم نو کے ٹریڈ یونین اور حکومت کے معاہدات بھی ہوئے ہیں۔ حکومت اور فیکٹری کی سطح کی ٹریڈ یونینز کے درمیان مذاکرات بھی ہوئے جس کے نتیجے میں وفاقی حکومت کے ساتھ ایک معاہدہ عمل میں آیا جس کے تحت نجی اداروں کی نجکاری کے بعد ملازمین کو کم از کم ایک سال تک اپنی ملازمتیں برقرار رکھنے یا پنشن کے ساتھ ریٹائرمنٹ کا انتخاب کرنے کا اختیار دیا گیا۔[13] اس سے مزدوروں کو پہنچنے والے نقصان کے باوجود، پاکستان کے نجکاری پروگرام کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس سے مزدوروں کی بے چینی میں کمی اور بہتر معاوضے کے پیکیجز شامل ہیں کیونکہ آجر قانونی طور پر تسلیم شدہ، کام کی جگہ پر منتخب ٹریڈ یونینز کے عہدیداروں سے بات چیت کر سکتے ہیں۔

نوے کی دہائی کے بعد نجی سرمائے، برآمدات کو فروغ دینے والی معیشت کی نجکاری اور انضباطی عمل پر مرکوز ایک نو آموز اقتصادی ایجنڈے نے مزدوروں کے حقوق کے تحفظ اور مزدور تنظیموں کو فروغ دینے کی ریاستی صلاحیت کو مفلوج کر دیا۔ آج، پاکستان میں ٹریڈ یونینز حق رائے دہی سے محروم، بکھری ہوئی، اور کم نمائندگی کی حامل ہیں۔ اگرچہ اس مطالعے کے لئے کیے گئے انٹرویوز میں مزدور تنظیموں اور اتحادیوں کی طرف سے نمایاں اندرونی اور بیرونی مشکلات (چیلنجز) کی فہرست ایک علیحدہ سیکشن میں پیش کی گئی ہے لیکن آئندہ سیکشن پاکستان میں ٹریڈ یونینز کی کثافت کا مختصر جائزہ پیش کرتا ہے۔

1.2 ٹریڈ یونینز کی عددی طاقت

اگرچہ پاکستان میں ٹریڈ یونینوں کی تعداد سے متعلق کوئی باضابطہ معلومات میسر نہیں ہے، لیکن اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ اتنی ہی کم ہے جتنی کہ آزادی کے وقت تھی، حالانکہ کئی بار رکنیت میں اضافہ ہوا ہے۔ آزادی کے وقت، 32 ملین کی آبادی کے

12 محمد زاہد اسلام "مزدور کی ٹریڈ یونین اور نظریاتی تحریکیں"، لاہور ریسرچ فورم، 2018

13 کینڈلینڈ، کرسٹوفر، "نئی سماجی اور نئی سیاسی یونینزم: ہندوستان اور پاکستان میں لیبر، انڈسٹری، اور ریاست" عالمی یکجہتی ڈائیلاگ
http://globalsolidarity.antenna.nl/candland.html

لیے، پاکستان میں 75 رجسٹرڈ تنظیمیں تھیں جن کے اراکین کی تعداد 58,150 تھی اور ان کی اکثریت مغربی پاکستان میں تھی۔[14]

اس کا موازنہ متحدہ ہندوستان میں 1725 رجسٹرڈ ٹریڈ یونینوں سے کیا جاسکتا ہے جنہوں نے 900,000 یونین ممبران کا دعوی کیا تھا۔

آئی ایل او کے ایک مطالعے "پاکستان میں ٹریڈ یونین ازم اور صنعتی تعلقات کا پروفائل" میں 60 ملین افرادی قوت کی مزدوروں کی آبادی کے لئے 1,414,160 کی رکنیت کے ساتھ 7,096 ٹریڈ یونینوں کا حوالہ دیا گیا ہے (دسمبر 2016 تک کا تخمینہ)۔

یہ بات قابل غور رہے کہ ٹریڈ یونین کی سینئر قیادت آئی ایل او کے اعداد و شمار کے ساتھ اختلاف رکھتی ہے کیونکہ ان کا خیال ہے کہ پاکستان میں ایک فیصد سے بھی کم مزدور ٹریڈ یونینوں کے تحت منظم ہیں۔ جبکہ مزدور تنظیموں کی جانب سے رجسٹریشن حکام کو ڈیٹا کی کمی اور رپورٹنگ نہ کرنے کی وجہ سے ٹریڈ یونینوں کی تعداد کے بارے میں مستند اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ محنت کش تنظیموں کی رکنیت کے تازہ ترین اعداد و شمار بھی رجسٹریشن حکام کے پاس دستیاب نہیں ہیں۔

1.3 آئین اور انجمن سازی کا حق

پاکستان نے آئی ایل او کے بنیادی کنونشنز کی توثیق کی ہے جن میں C087 - انجمن سازی کی آزادی اور تنظیم سازی کے تحفظ کا حق، 1948 اور C098 - منظّم ہونے اور اجتماعی سودے بازی کا حق، 1949 بھی شامل ہیں۔ C087 - اور C098 - براہ راست ٹریڈ یونینز سے منسلک ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستان نے زراعت کے پیشے سے منسلک کارکنوں کو انجمن کے حقوق کی آزادی دینے والے کنونشن C11، کی بھی توثیق کی ہے۔ یہ غور طلب ہے کہ انجمن کی آزادی کا اصول نہ صرف اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے اعلامیے میں موجود ہے بلکہ شہری اور سیاسی حقوق سے متعلق بین الاقوامی عہد (آئی سی سی پی آر) اور اقتصادی، سماجی اور ثقافتی حقوق سے متعلق بین الاقوامی عہد (آئی سی ای ایس سی آر) میں بھی شامل ہے۔

آئین پاکستان میں یونین سازی کے حق کا خاکہ آرٹیکل 17 میں بیان کیا گیا ہے جس سے انجمن کی آزادی کا بنیادی حق اور یونین سازی کا حق قائم ہوتا ہے۔ آرٹیکل 17 میں کہا گیا ہے کہ:

"(1) پاکستان کی حاکمیت اعلیٰ یا سالمیت امنِ عامہ یا اخلاق کے مفاد میں قانون کے ذریعے عائد کردہ معقول پابندیوں کے تابع، ہر شہری کو انجمنیں یا یونین سازی کا حق حاصل ہو گا"۔

14 کرامت علی نے "مغربی پاکستان میں مزدور تحریک 1947-1958: پنجاب پر ایک تناظر" میں حوالہ دیا https://gcwus.edu.pk/wp-content/uploads/1.-Labour-Movement-in-WestPakistan.pdf

مزید برآں مزدوروں کے دیگر حقوق جیسے روزگار کا حق، بندھوا مزدوری کی ممانعت، غلامی کا خاتمہ بھی آئین میں موجود ہیں۔ بنیادی حقوق کے ڈھانچے کے طور پر ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ ایسے قوانین کا نفاذ نہ کرے جو بنیادی حقوق سے مطابقت نہیں رکھتے۔[15]

1.3.1 اٹھارویں آئینی ترمیم

سال 2010 میں اٹھارویں آئینی ترمیم سے قبل، لیبر کنکرنٹ لسٹ کا موضوع تھا، جس کے تحت قومی اور صوبائی اسمبلیوں کو قانون سازی کا اختیار حاصل تھا۔ تاہم، وفاقی قانون سازی نے بڑی حد تک صوبائی قانون سازی کو زیر کر دیا، جس کی وجہ سے خود مختاری پر صوبوں کے درمیان تناؤ کی کیفیت پیدا ہوئی۔

اپریل 2010 میں 18 ویں آئینی ترمیم نے کنکرنٹ لیجسلیٹو لسٹ (سی ایل ایل) میں مزدوروں اور 47 دیگر اختیارات کو صوبوں کو منتقل کر دیا۔ اس ترمیم نے وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے کردار اور ذمہ داریوں میں نمایاں تبدیلی کی اور اس سے قبل وفاقی حکومت کی جانب سے انجام دیئے جانے والے بعض اختیارات صوبوں کو سونپے گئے تھے۔

انتقالِ اختیارات کے بعد سے مزدوروں سے متعلق تمام معاملات اس وقت متعلقہ صوبائی محکمہ محنت سنبھال رہے ہیں۔ اختیارات منتقل ہونے کے بعد صوبائی حکومتوں نے ریاستی آئین اور بین الاقوامی معاہدوں (آئی ایل او کے مزدوروں سے متعلق معیارات) کی تعمیل کے لئے قانون سازی کی ہے۔ ہر صوبے نے اپنے دائرہ اختیار میں محنت کش تنظیموں کے اندراج اور وسعت کے لئے اپنے صنعتی تعلقات کے قوانین نافذ کیے ہیں۔

وفاقی وزارت سمندر پار پاکستانی اور ترقی انسانی وسائل (MOPHRD) بھی اب محنت کشوں سے متعلق قانون سازی کے نفاذ کے لیے رابطہ کاری کی ذمہ دار ہے۔ اس کے علاوہ، اسلام آباد میں قومی صنعتی تعلقات کمیشن (NIRC) کو بین الصوبائی مزدور یونین اور بین الصوبائی کاروباری اداروں اور صنعتوں میں آجر اور مزدور کے تعلقات کا احاطہ کرنے کا بھی اختیار ہے۔ اس کے ساتھ ہی وفاقی وزارت سمندر پار پاکستانی اور ترقی انسانی وسائل کے پاس ملکی سطح پر بین الاقوامی معاہدات / مزدور کے معیارات کو لاگو کرنے میں حکومتِ پاکستان کی پیش رفت کے بارے میں ماہرین کی کمیٹی برائے معاہدات کا اطلاق و سفارشات (CEACR) کو رپورٹ کرنے کی ذمہ داری بھی ہے۔

وفاقی وزارت سمندر پار پاکستانی اور ترقی انسانی وسائل نے تمام سہ فریقی شراکت داروں بشمول تمام صوبائی محکمہِ محنت، مزدوروں اور آجروں کی تنظیموں اور آئی ایل او کنٹری آفس کے نمائندوں کو اکٹھا کرنے کے لئے وفاقی سہ فریقی مشاورتی کمیٹی

15 یوشوہونگ–ملک ضیاءالدین (2017)، "پاکستان میں مزدوروں کے مسائل کا تجزیہ: مزدور قوانین اور مزدور یونینوں کا ایک تاریخی پس منظر"، ووہان یونیورسٹی، ہوبی، چین والیوم 3، نمبر۔2، ISSN:2421-2695-2017 https://labourlaw.unibo.it/article/view/7577/7280

(ایف ٹی سی سی) بھی قائم کی ہے تاکہ مزدوروں کے مسائل پر تبادلہ خیال کیا جاسکے اور ملک میں لیبر قوانین کو بین الاقوامی ذمہ داریوں کے مطابق لایا جاسکے۔[16]

دوسرے سہ فریقی ڈھانچے بھی نافذ العمل ہیں مثلاًورکرز ویلفیئر فنڈ کی گورننگ باڈی اور صوبائی سماجی تحفظ کے ادارے، ملازمین کے بورڈ آف ٹرسٹیز اولڈ ایج بینیفٹ فنڈ، قائمہ کمیٹی برائے بندھوا مزدور (بانڈڈ لیبر)، صوبائی کونسلز برائے پیشہ ورانہ تحفظ اور صحت، صوبائی کم از کم اجرت بورڈز، پیشہ ورانہ تحفظ اور صحت کونسل۔ سال 2019 کے آخر میں صوبہ سندھ میں کراچی کے چھ صنعتی زونز میں زونل کمیٹیاں بھی قائم کی گئی ہیں تاکہ مزدوروں کے حقوق اور کام کے حالات کو بہتر بنانے کے حوالے سے سہ فریقی مکالمے اور شعوری مداخلت کو آسان بنایا جاسکے۔ کمیٹیوں میں محکمہ محنت، آجروں اور متعلقہ صنعتی زونز کے مزدور نمائندے شامل ہیں۔ کارکنوں اور آجروں کے مابین دوطرفہ بات چیت کے لئے ایک فورم (WEBCOP) بھی نافذ العمل ہے۔[17]

اٹھارویں ترمیم کے بعد قومی صنعتی تعلقات کمیشن (NIRC) بین الصوبائی صنعتی تنازعات کا فیصلہ کرتی ہے اور قومی صنعتی اور ٹریڈ یونین فیڈریشنز کی رجسٹریشن کرتی ہے۔اس کے علاوہ، وفاقی دارالحکومت کا احاطہ کرنے والا قومی صنعتی تعلقات ایکٹ 2012 اسلام آباد میں مزدور یونین اور ٹریڈ یونین فیڈریشنز کی رجسٹریشن سمیت ایک سے زائد صوبوں پر موجود اداروں پر بھی دسترس رکھتا ہے۔

صوبائی اور وفاقی صنعتی تعلقات کے قوانین مجموعی طور پر قومی صنعتی تعلقات ایکٹ 2010 کی طرح ہی ہیں، ماسوائے سندھ اور پنجاب کے، جس نے صنعتی تعلقات کے دائرے میں زرعی اور ماہی گیری کے کارکنوں کو شامل کرنے کے لئے قانون سازی کی ہے۔ تاہم ان قوانین کو مستثنیات کی طویل فہرست کے لئے تنقید کا نشانہ بنایا جاتا رہتا ہے جس کے تحت سرکاری ملازمین، پولیس، مسلح افواج، اسلحہ ساز فیکٹریوں، سکیورٹی پرنٹنگ پریس اور سکیورٹی پیپرز جیسے سرکاری کاروباری اداروں کے کارکنوں سمیت خیراتی تنظیموں، اسپتالوں اور بنیادی طور پر منتظمین اور انتظامی صلاحیت میں کام کرنے والے افراد کو منظم کرنے کے حق سے محروم کر دیا گیا ہے۔

قومی اور صوبائی قوانین پر ایک اور اہم تنقید کارکنوں کے ایک سے زائد یونینز کے ممبر بننے پر پابندی سے متعلق ہے۔ اجتماعی سودے بازی کے ایجنٹ، ایک بار طے ہونے کے بعد، کام کی جگہ پر تمام مزدوروں کی نمائندگی کرنے کا خصوصی حق رکھتے ہیں (چاہے وہ مذکورہ یونین کے رکن ہوں یا نہیں)۔ ایک یونین صرف اور صرف اپنے اراکین کی نمائندگی کر سکتی ہے۔ اختیارات کی منتقلی کے بعد صنعتی تعلقات کے قوانین رجسٹرار آف ٹریڈ یونینز کو رجسٹرڈ ٹریڈ یونینز کے اکاؤنٹس اور ریکارڈ کا معائنہ کرنے

---

16 https://senate.gov.pk/uploads/documents/questions/1484210082_314.pdf

17 یورپی کمیشن.2016.جوائنٹ اسٹاف ورکنگ کی دستاویز۔'پائیدار ترقی اور اچھی حکمرانی کے لیے یورپی یونین کا خصوصی ترغیبی انتظام ('GSP+') جس میں 2014-2015 کی مدت شامل ہے۔ https://trade.ec.europa.eu/doclib/docs/2016/january/tradoc_154178.pdf

اور ٹریڈ یونین کی رجسٹریشن منسوخ کرنے کا اختیار بھی دیتا ہے جو یونین کے معاملات میں اتھارٹی کی بے جا مداخلت کے مترادف ہے۔[18]

صنعتی تعلقات ایکٹ 2012 کے تحت کسی بھی ادارے / صنعت میں بیک وقت دو ٹریڈ یونینوں کا قیام ضروری ہے۔ یہ اس بات کا بھی متقاضی ہے کہ تیسری اور اسکے بعد کی یونینوں میں بھی کم از کم 20 فیصد مزدور بطور ممبر موجود ہوں۔ یہ دفعات آئی ایل او کنونشنز میں بیان کردہ انجمن کی آزادی کے بنیادی اصولوں سے متصادم ہیں۔[19]

آخر میں سندھ کے صنعتی تعلقات ایکٹ میں واضح ذکر اور متعلقہ محکمہ جاتی انتظامات کے باوجود زراعت کے شعبہ، جو کہ پاکستان کے کل محنت کشوں کا 40 فیصد ہے، اس میں شائد ہی کوئی یونین موجود ہو۔ اس معاملے میں آئی ایل او کنونشنز (C11) کے نفاذ کے جواب میں حکومت پاکستان کے بیان کے مطابق چونکہ صنعتی تعلقات کا کوئی بھی قانون زرعی کارکنوں کے لئے انجمن کی آزادی کو واضح یا مبہم طور پر محدود نہیں کرتا لہٰذا اس لئے زراعت کے کارکن اس حق سے محروم نہیں جس کی ضمانت 1973 کے آئین کے آرٹیکل 17 کے تحت بھی دی گئی ہے۔[20]

1.4 ٹریڈ یونینوں کے انضباطی ادارے

1.4.1 قومی صنعتی تعلقات کمیشن

قومی صنعتی تعلقات کمیشن (NIRC) سال 1972 میں IRO-1969 میں ترمیم کرکے قائم کیا گیا تھا۔ اسے لیبر پالیسی، 1972 کے تحت ایک نیم عدالتی ادارے کے طور پر قائم کیا گیا تا کہ صنعت کے مخصوص فیڈریشنز اور یونینز کے قیام کے ذریعے حقیقی محنت کش تنظیم سازی کی قومی سطح پر حوصلہ افزائی کی جاسکے۔[21] کمیشن کو بعد کے قوانین جیسے کہ IRO 2002، IRA 2008، IR0 2011 کے ذریعے برقرار رکھا گیا اور اب IRA 2012 کے سیکشن 53 کے تحت قائم کیا گیا ہے۔

قومی صنعتی تعلقات کمیشن کاروبار اور ملازمین کے مابین تعلقات کی نگرانی کرتا ہے۔ یہ آجروں اور ملازمین کے غیر منصفانہ کام کے طریقوں، صنعتی تنازعات کے حل، اسلام آباد میں بین الصوبائی ٹریڈ یونینز اور یونینوں کی رجسٹریشن، اور اجتماعی سودے بازی کے ایجنٹوں کی فیڈریشن اور عہدہ سے متعلق معاملات کو دیکھتا ہے۔

18 "پاکستان میں آئی ایل او کے توثیق شدہ کنونشنز اور قانونی نظام" https://clr.org.pk/wp-content/uploads/2021/06/Gap-Analysis.pdf

19 بین الاقوامی مزدور معیارات یونٹ، وزارت سمندر پار پاکستانی اور ترقیِ انسانی وسائل "جی ایس پی پلس کی کلیدی مزدور معیارات کے ساتھ تعمیل: پاکستان کا مقدمہ" https://www.clr.org.pk/wp-content/uploads/2018/01/GSP-Report-WEb-PDF-6-MAY.pdf

20 "پاکستان میں آئی ایل او کے توثیق شدہ کنونشنز اور قانونی نظام" https://clr.org.pk/wp-content/uploads/2021/06/Gap-Analysis.pdf

21 "قومی صنعتی تعلقات کمیشن کی اصلاح"، ڈان۔ 21 اکتوبر 2002 https://www.dawn.com/news/626852

قومی صنعتی تعلقات کمیشن کی صدارت سپریم کورٹ آف پاکستان کے ریٹائر یا موجودہ جج کرتے ہیں۔ اس کے اراکین میں ریٹائرڈ یا خدمات انجام دینے والے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ججز، وفاقی حکومت کے افسران اور قومی صنعتی تعلقات کمیشن کے رجسٹرار شامل ہیں۔ صنعتی امن کو فروغ دینے میں کمیشن کا نمایاں کردار ہے جو تجارتی اداروں کے اعلٰی سطحی پیداواری صلاحیت پر کام کے لئے بہت ضروری ہے۔[22]

لیبر کورٹس:

یہ قومی اور صوبائی صنعتی تعلقات کے قوانین کے تحت قائم کیے گئے ہیں۔ ان کو کسی بھی صنعتی تنازعہ کا فیصلہ اور حل کرنے کا اختیار دیا گیا ہے جس میں لیبر کورٹ کا حوالہ دیا ہو یا قانون کے تحت عدلیہ کی توجہ دلائی گئی ہو۔

واضح رہے کہ NIRC اور لیبر کورٹس کے ساتھ کارکنوں کے تجربے کو اس مطالعے کے الگ حصے میں شامل کیا گیا ہے۔

لیبر اپیلیٹ ٹریبونلز:

یہ اپیلیں وصول کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور لیبر کورٹس کی طرف سے جاری یا منظور کیے گئے ایوارڈ، فیصلے، یا سزا کی تصدیق کو مسترد، تبدیل، یا اس میں ترمیم کرنے کے اختیارات بھی انہیں حاصل ہیں۔

رجسٹرار:

حکومت کی جانب سے مزدور تنظیموں کو رجسٹر کرنے اور قوانین کے تحت انکا ریکارڈ رکھنے کے لئے رجسٹرار مقرر کیا جاتا ہے۔ وہ لیبر کورٹس میں شکایات درج کرانے میں دوسروں کی مدد اور معاونت بھی کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ ان کے پاس بہت سے دوسرے اختیارات اور افعال ہیں جو ہر صوبائی صنعتی تعلقات کے قانون میں دیئے گئے ہیں۔

ثالث:

جب فریقین مفاہمت کرنے میں ناکام رہتے ہیں، تو فریقین مقدمہ / تنازعہ کیلئے ثالث مقرر کرتے ہیں یا اسکے پاس مقدمہ بھیج سکتے ہیں۔

کارکنوں، آجروں اور حکومت کے درمیان بات چیت کو فروغ دینے کے لیے کئی دوطرفہ اور سہ فریقی طریقہ کار موجود ہے۔ مثال کے طور پر، قومی صنعتی تعلقات ایکٹ ایک شاپ اسٹیورڈ قائم کرتا ہے، جو 50 یا اس سے زیادہ کارکنوں کے حامل ہر دکان، سیکشن یا ڈیپارٹمنٹ کے لیے یہ سہولت فراہم کرتا ہے۔ یہ کارکنوں کے مسائل کے حل کے لیے انتظامیہ اور کارکنوں کے درمیان رابطے کا ایک اہم ادارہ ہے۔

ورکرز مینجمنٹ کونسل:

---

22 قومی صنعتی تعلقات کمیشن۔ ہمارے متعلق۔ http://www.nirc.gov.pk/aboutus

ایک دوطرفہ سماجی مکالمے کا طریقہ کار ہے جو صنعتی تعلقات کے قانون کے تحت 50 سے زائد کارکنوں کے حامل ہر کام کی جگہ پر قائم کیا جائے گا۔ قانون کے مطابق ہر کونسل کے چھ ارکان میں کارکنوں کی 50 فیصد تک نمائندگی ہونی چاہیے۔ قومی صنعتی تعلقات کے قانون کا سیکشن 29 ورکرز مینجمنٹ کونسل کے شرائط وضوابط اور افعال کو کافی مفصّل انداز سے بیان کرتا ہے۔

1.5 مزدور تنظیمیں اور مشکلات (چیلنجز)

یہ حصّہ پاکستان میں تنظیم کے حق سے متعلق بین الاقوامی نگرانی کے طریقہ کار کے مشاہدات پیش کرتا ہے۔ اس کے بعد تحقیق کے لئے کیے گئے انٹرویوز میں کارکنوں کی جانب سے بیان کردہ چیلنجوں کی ایک مختصر فہرست پیش کی گئی ہے۔

1.5.1 بین الاقوامی تنظیموں کے مشاہدات (CEARC اور +GSP)

معاہدات اور سفارشات کے اطلاق سے متعلق آئی ایل او کی ماہرین کی کمیٹی (CEARC) اور معیارات کے اطلاق سے متعلق کمیٹی (CAS) ہر ملک سے بھیجے گئے توثیق شدہ معاہدات پر عمل درآمد کے لئے رکن ممالک کی جانب سے قانونی اور عملی کوششوں سے متعلق رپورٹس کو دیکھتی ہے۔ CEARC قانونی ماہرین سے مل کر بنی ہے جو کہ سب آزاد ہیں (آئی ایل او کے عہدیدار نہیں، اکثر جج اور پروفیسر ہیں)۔ CEARC کا اجلاس سال میں ایک بار (نومبر تا دسمبر) ہوتا ہے جس میں تمام موصول شدہ رپورٹس پر تبادلہ خیال کیا جاتا ہے اور عدم مطابقت اور عمل درآمد کی پیش رفت پر تبصرے / مشاہدات فراہم کیے جاتے ہیں۔ جبکہ CAS بین الاقوامی لیبر کانفرنس کے زیر سایہ کام کرتا ہے۔[23]

آئی ایل او کے CEARC نے انجمن کی آزادی اور اجتماعی سودے بازی کے معاہدات کے نفاذ سے متعلق پاکستان کی کارکردگی کے بارے میں بار بار اپنے خدشات کا اظہار کیا ہے۔ کمیٹی نے یونین سازی پر پابندیوں کا باضابطہ طور پر ذکر کیا ہے اور یونین سازی سے مستثنٰی قرار دئے گئے بعض سرکاری شعبوں اور زراعت، صحت، تعلیم، بینکنگ، سیکورٹی جیسے ضروری خدمات کے شعبوں کے ملازمین اور خصوصی اقتصادی اور تجارتی زونز کے ملازمین کو تنظیم بنانے سے روکنے پر تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ "اگرچہ اصولی طور بڑے پیمانے پر غیر رسمی شعبے میں مزدور یونین تشکیل دی جاسکتی ہیں لیکن یونین سازی اور اجتماعی سودے بازی کے لئے کوئی قانونی سازی کا ڈھانچہ موجود نہیں۔ وفاقی اور صوبائی صنعتی تعلقات کا قانون صرف رسمی شعبے پر لاگو ہوتا ہے۔"[24]

---

23 آئی ایل او۔ آئی ایل او کنونشنز اور سفارشات پر رپورٹنگ۔ -https://www.ilo.org/wcmsp5/groups/public/---americas/---ro-lima/--sro port_of_spain/documents/presentation/ wcms_574132.pdf

24 یورپی کمیشن. 2016۔ جوائنٹ سٹاف ورکنگ دستاویز۔ پائیدار ترقی اور اچھی حکمرانی کے لئے یورپی یونین کا خصوصی ترغیبی انتظام ('جی ایس پی +') جس میں 2014 سے 2015 کی مدت شامل ہے۔https://trade.ec.europa.eu/doclib/docs/2016/january/ tradoc_154178.pdf

1.5.2 ترجیحات کی عمومی اسکیم (جی ایس پی +)

یورپی یونین نے 2014 میں پاکستان جنرلائزڈ اسکیم آف پریفرنس (جی ایس پی +) کا درجہ دے دیا ہے۔ جی ایس پی + نے فائدہ اٹھانے والے ممالک کے لئے درآمدات پر محصولات کو ختم کرنے والی تجارتی سہولت کے طور پر کمزور اور کم آمدنی والے ممالک میں پائیدار ترقی اور اچھی حکمرانی کے فروغ کے لئے خصوصی مراعات پیش کرنے کا آعادہ کیا ہے۔ اس کے بدلے میں متعلقہ ملک کو انسانی حقوق، مزدوروں کے حقوق کو بہتر بنانے اور اپنی جغرافیائی حدود میں اچھی حکمرانی اور ماحولیاتی اخلاقیات کے اصولوں کو اپنانے کے لئے وعدوں کا ایک مجموعہ پورا کرنا ہوگا۔ یہ 27 بین الاقوامی معاہدات کی توثیق اور نفاذ کو یقینی بنانے سے مشروط کیا گیا ہے۔

جی ایس پی + سے منسلک کنونشنز / معاہدوں کی نگرانی جائزے اور مشاورت کے ایک جامع نظام پر مبنی ہے۔ اس میں ایک سکور کارڈ اور مستفید ہونے والے ملک کے اسٹیک ہولڈرز بشمول سول سوسائٹی کے ساتھ مکالمہ بھی شامل ہے۔

سال (17-2016) کی جی ایس پی پلس جائزہ رپورٹ نے یونین سازی کی راہ میں حائل مسلسل دشواریوں، مزدوروں کے معائنے کے نظام کی خامیوں، کام کے حالات، پیشہ ورانہ صحت اور محنت کشوں کی حفاظت، اور اس سے متعلق اہم قوانین اور ضوابط کے نفاذ کی آگاہی دی ہے۔

اس کے ساتھ ہی سال (19-2018) کی رپورٹ میں انجمن کی آزادی اور اجتماعی سودے بازی کے حق کو یقینی بنانے کے لیے محدود پیش رفت کا ذکر کیا گیا ہے۔ رپورٹ نے یونین سازی کی کم شرح اور قومی اور صوبائی سطحوں پر سہ فریقی سماجی مکالمے کی لاغر کارکردگی پر تشویش کا اظہار کیا۔ مزید برآں یہ کہ آئی ایل او کے نگران اداروں سے پاکستان سے مزدور سے متعلق قانون سازی کو انجمن کی آزادی کے بنیادی کنونشن 87 کے ساتھ ہم آہنگ کرنے اور ایکسپورٹ پروسیسنگ زونز (EPZs) اور خصوصی اقتصادی زونز (SEZs) تک اس کے اطلاق کو بڑھانے کے لیے مسلسل کیئے جانے والے مطالبات پر روشنی ڈالی ہے۔ اس رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا کہ سال 2010 میں محکمہ محنت کی صوبوں کو منتقلی کے بعد سے وفاقی اور صوبائی حکومتوں نے یونین سازی کو فروغ دینے کے لیے مناسب اقدامات نہیں کیے جبکہ کام کے مختلف شعبوں میں یونین سازی ہونے پر یہ وفاقی اور صوبائی دونوں سطحوں پر صنعتی تعلقات کی قانون سازی کی ناکامی کو بھی واضح کرتا ہے۔ رپورٹ میں تنظیم میں منظم مزدوروں کو ہراساں کیے جانے پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے جنہیں تشدد اور اغوا کے ساتھ ساتھ من مانی برطرفی کی دھمکیوں کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے۔ رپورٹ میں ٹریڈ یونین ممبران کے تحفظ کے حوالے سے ریاستی ذمہ داری کو بھی عیاں کیا گیا ہے۔[25]

25 پائیدار ترقی اور اچھی حکمرانی کے لئے یورپی یونین کا خصوصی ترغیبی انتظام ('جی ایس پی +') سال 2018-2019 کی مدت پر محیط پاکستان کا جائزہ۔
file:///Users/zeenia/Downloads/SWD(2020)22_0.pdf

1.5.3 مزدور تنظیموں کی جانب سے نمایاں کردہ اہم مشکلات (چیلنجز)

مزدور تنظیمیں آج ٹریڈ یونینز کے بارے میں کئی خدشات کا خاکہ پیش کرتی ہیں۔ تاہم، ان کا سب سے اہم مسئلہ تنظیموں کی گرتی ہوئی طاقت اور صلاحیت ہے۔ اس کے پیچھے کئی اندرونی اور بیرونی کارفرما وجوہات پر اتفاق رائے ہے۔ واضح رہے کہ بیرونی طور پر درپیش مشکلات میں، بڑھتی ہوئی غیر رسمیت، مزدوروں کے حقوق کو پروان چڑھانے میں حکومتی کی سیاسی غیر سنجیدگی اور ایک سکڑ تا ہوا جمہوری خلاء ٹریڈ یونینز کے زوال کی وجوہات کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ اندرونی طور پر، مزدور تنظیمیں اپنی صفوں میں گہری تقسیم اور بدعنوانی کی طرف اشارہ کرتی ہیں جو یونینوں کو مزدوروں کے حقوق کی خدمت کے اپنے ایجنڈے سے دور کر رہی ہیں۔

اس مطالعے کے لیے ٹریڈ یونینز اور اتحادیوں کے ساتھ منظم شدہ انٹرویوز میں پاکستان میں محنت کش یونینز کی تحریک سے متعلق ٹریڈ یونینز کے خدشات کے حوالے سے اہم موضوعات مندرجہ ذیل طور پر عیاں ہوئے ہیں:

بیرونی چیلنجز:

مزدور تنظیمیں سیاسی جماعتوں کی لیبر ونگز کو سب سے پریشان کن مانتی ہیں:

ٹریڈ یونینوں کا وسیع پیمانے پر خیال ہے کہ یونینز کے زوال کی ابتداء کا سراغ سیاسی جماعتوں کے مزدور ونگز کے آغاز سے لگایا جاسکتا ہے۔ سیاسی جماعتوں نے جس طرح مزدور تنظیموں کا "استحصال" کیا ہے اس پر یونینز شدید تنقید کرتی ہیں جس کی وجہ سے سیاسی جماعتوں کی وابستگیوں کی بنیاد پر کارکنوں میں تقسیم پیدا ہوئی اور بالآخر لسانی اور فرقہ وارانہ تقسیم پیدا ہو گئی ہے۔ حکمران سیاسی جماعت متعلقہ اداروں میں اپنی یونین کی حمایت کرتی ہے جو بالآخر سی بی اے بن جاتی ہے۔ چنانچہ عام مزدوروں کی حمایت عملی طور پر ختم ہو چکی ہے۔

ملازمت میں بڑھتی ہوئی غیر رسمی حیثیت:

مزدور تنظیموں کے زوال کا یہ بھی بڑا سبب ہے کہ رسمی شعبوں میں بھی اختیار کیے گئے غیر رسمی روزگار کے انتظام نے غیر مستقل ملازمت اور آؤٹ سورسنگ کو فروغ دیا ہے۔ ایک ماہر محنت کش امور کا مشاہدہ ہے کہ " نتیجتاً، باقاعدہ مستقل ملازمین کم ہو گئے ہیں۔ (اور چونکہ یونینز صرف مستقل ملازمین کی نمائندگی کرتی ہیں) ٹریڈ یونینز کے لئے زمین تنگ ہو گئی ہے، " وہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ اگرچہ قانون یہ بھی کہتا ہے کہ ہر کوئی رکنیت کے لیے اہل ہے پر نہ تو ٹریڈ یونین اور نہ ہی انتظامیہ کنٹریکٹ ورکرز کی نمائندگی کے لیے کوئی کوشش کرتی ہیں، " جن کے ساتھ الگ سلوک کیا جاتا ہے۔ " مزدور تنظیموں کے مطابق اگر ریاست غیر رسمی شعبے جیسے کہ تعمیراتی شعبے، دیہاڑی داروں، اور نجی شعبے کے ملازمین، خاص طور پر ایکسپورٹ پروسیسنگ زونز کے لیے یونین سازی کے حق سے انکار کرتی ہے تو وہ لاچار و بے بس ہیں۔

بلا جھجک یہ کہا جاسکتا ہے کہ ٹریڈ یونینز جب بھی تنظیم کو رجسٹر کرنے کی کوشش کرتی ہیں تو انہیں آجروں کی طرف سے سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جو کارکن منظم ہونا چاہتے ہیں انہیں جابرانہ طور پر نکال دیا جاتا ہے۔ یہ خاص طور پر صنعتی

فیکٹریوں میں عام ہے، جہاں ایک انتظامیہ دوسرے آجروں کو "پریشان کن" ملازمین کی خدمات حاصل کرنے سے باز رہنے کے لیے بھی متنبہ کرتی ہے۔ مزید برآں، بین الصوبائی یونینز کی رجسٹریشن کا ایک پیچیدہ نظام، آجروں کو استحصال کرنے اور کاغذی یونینوں کو رجسٹر کرنے میں معاونت فراہم کرتا ہے۔

پاکٹ یونینز:

پاکستان میں پاکٹ یونین بنانا بھی ایک عام رواج ہے۔ ہوٹل یونین کے ایک نمائندے نے انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ ہوٹل انڈسٹری میں یہ رجحان اتنا عام ہے کہ آجر قومی صنعتی تعلقات کمیشن میں حقیقی یونینز کے نام کے ساتھ پاکٹ یونینوں کا اندراج کرتے ہیں۔ یہ یونینیں مزدوروں کی نمائندگی کرنا چاہتی ہیں یہاں تک کہ جب ان یونینوں کی طاقت کے بارے میں کوئی معلومات میسر نہیں، جبکہ فیکٹری کے مزدور شاید ہی اس بابت کچھ جانتے ہوں۔

کم عددی طاقت:

کم عددی طاقت کے علاوہ نئ یونینوں کی رجسٹریشن کی شرح نمو میں کمی ایک بڑی تشویش ہے۔ مزدور تنظیموں کا خیال ہے کہ جب تک نئ یونینز کا اندراج نہیں ہوتا، مزدور تحریک بتدریج ختم ہو سکتی ہے۔ انٹرویوز میں کراچی میں محکمہ محنت کے سینٹرل ڈویژن کے معاملے کا حوالہ دیا گیا جو شہر کے اہم صنعتی علاقوں کا احاطہ کرتا ہے جہاں صرف 45 ٹریڈ یونینز ہیں جبکہ مختلف فیڈریشنوں کے ایک دوسرے کی یونینز پر قبضہ کرنے کا رجحان بھی ہے۔

حکومت کی طرف سے سرکاری معاونت کا فقدان:

مزدور تنظیموں کی سہولت کی خاطر حکومت کی طرف سے انکی مدد و معاونت کی مکمل عدم موجودگی برقرار ہے۔ یونینوں نے مزدوروں کے حقوق، رجسٹریشن اور نئے اراکین کو شامل کرنے، اپنے روزمرہ کے کاموں کو موثر طریقے سے انجام دینے اور یونینوں کے دائرے کو وسعت دینے کے لئے بیداری پیدا کرنے میں یونینز کو درکار مدد و معاونت پر سرکاری افسران کے ناقص ردعمل کو واضح کیا ہے۔

اندرونی چیلنجز

ٹریڈ یونینز بڑی حد تک اس بات پر متفق ہیں کہ بہت سے اندرونی چیلنجز ہیں جو مزدوروں کے مقاصد کو آگے بڑھانے کے لئے ٹریڈ یونینوں کی صلاحیت کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ خامیوں کا ایماندارانہ اعتراف درج ذیل ہیں:

ٹریڈ یونینوں میں بدعنوانی:

یونینیں اس بات پر متفق ہیں کہ بدعنوانی کا عنصر ٹریڈ یونینوں کی صفوں میں بہت زیادہ موجود ہے۔ میڈیکل الاؤنس کے غلط استعمال اور جعلی بلوں کی تیاری کے واقعات سامنے آئے ہیں۔ صرف یونین رہنماؤں کو ترقیاں ملتی ہیں اور دیگر کارکن ان کی

مناسب ترقیوں سے محروم ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ٹریڈ یونین کے رہنماؤں نے خود اپنی تحریک کو کمزور کرتے ہوئے دیگر کارکنوں کے حق پر سمجھوتہ کیا ہے۔

طرفداری:

ٹریڈ یونین کی قیادت یونینوں پر اپنی دسترس برقرار رکھنے کے لئے اپنے رشتہ داروں اور جاننے والوں کو یونین میں شامل کرنے کو ترجیح دیتی ہے۔ اعلیٰ قیادت خود نئی قیادت کے لئے راستہ بنانے کے لئے جھکنے سے انکار کرتی ہے۔

نئی قیادت کو فروغ دینے میں ناکامی:

نئی قیادت کو فروغ دینے میں نااہلی پر اپنی تشویش کو بہت سے لوگوں نے دہرایا ہے۔ سیاسی جماعتوں کی طرح ٹریڈ یونینوں کے اندر جمہوری ثقافت بھی معدوم ہو گئی ہے۔ وہی نام پچھلے 30-40 سالوں سے قیادت کے عہدوں پر فائز ہیں کیونکہ نئی قیادت کو آگے آنے کی حوصلہ افزائی نہیں کی گئی۔

مالی بحران:

مزدور تنظیموں کی مناسب چندا جمع کرنے میں نااہلی کو ان کی سب سے بڑی کمزوری قرار دیا گیا ہے۔ وہ رکنیت کی فیس کی وصولیابی میں مشکلات کا شکار ہوتے ہیں لہذا مالی بحران موجود ہے۔ تنظیمیں سرگرمیوں کے لئے انتظامیہ سے فنڈز بھی مانگتی ہیں جس کے نتیجے میں ان کی سالمیت اور شفافیت پر سمجھوتہ ہوتا ہے۔

صلاحیت کا فقدان:

ٹریڈ یونینز صنعتی تعلقات کے قانون کے جزیات سے ناواقف ہیں۔ ایک مشاہدہ کے مطابق یونینز کام کی جگہ پر ملازمت کی بنیاد پر یونینز میں خواتین کے کوٹے جیسی قانون میں مثبت دفعات سے استفادہ کرنے سے قاصر ہیں، جیسا کہ صنعتی تعلقات کے قوانین میں بیان کیا گیا ہے۔

یکجہتی کی عدم موجودگی:

غیر رسمی شعبے کی تحریکیں جیسے انجمنِ مزارعین اور رسمی شعبے جیسے پی سی ہوٹل کے ملازمین کی تحریک خود کو تنہا محسوس کر رہی ہیں کیونکہ انہیں مرکزی دھارے کی مزدور تنظیموں سے مناسب حمایت نہیں ملتی ہے۔ ٹریڈ یونینوں کی ایک دوسرے سے ساتھ یکجہتی کا اظہار نہ کرنے کی بڑی وجہ تنظیموں کی سیاست کو قرار دیا گیا ہے۔ یکجہتی کا فقدان انفرادی تحریکوں کی انکی جدوجہد میں کامیابی کے امکانات کے لئے بھی نقصاندہ ہوتا ہے۔

حِصّہ دوم

طرزِ عَمل، تجربات اور مصروفیات کی فہم: زمینی نتائج

2.1 اندرونی میکانزم اور طرز عمل

یہ حصہ وسائل کی کمیابی، داخلی جمہوریت کے فقدان، صلاحیت کے خسارے اور سب سے اہم مزدور تنظیموں کے حلقوں میں خواتین اور نوجوانوں کی عدم موجودگی کے اہم چیلنجوں کے پس منظر میں ٹریڈ یونینز کے طرزِ عمل کو اجاگر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اس بابت اندرونی جمہوریت، قیادت، انتظامی طریقوں اور صلاحیتوں سے متعلق ٹریڈ یونینوں کے خسارے کا تفصیلی تجزیہ کیا گیا ہے۔ ان تنقیدوں کو دستیاب ادب، خاص طور پر صابر غیور کے کام میں میں حاصل کیا جا سکتا ہے۔

یہ حصہ ٹریڈ یونینز کے اندرونی میکانزم سے متعلق ان کے طریقوں کا اپنا نقطہِ نظر پیش کرتا ہے۔

وسائل کی بنیاد

ایک رجسٹرڈ یونین جو سی بی اے بھی ہو آجر کے ذریعہ دفتر کی جگہ حاصل کر سکتی ہے جو انتظامیہ اور یونین کے درمیان باضابطہ معاہدے سے مشروط ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ سی بی اے یونین کے عہدیداروں کو آجروں کی جانب سے کام کے دن کے مخصوص اوقات یونین کی سرگرمیوں کے لئے وقف کرنے کی اجازت ہوتی ہے جو کہ آجروں اور یونین کے مابین معاہدے سے مشروط ہے۔ تاہم یہ یونینوں کا حق یا استحقاق نہیں بلکہ آجروں کے ساتھ معاہدے پر واجب ہے۔ آجروں کی مدد و معاونت کے بغیر قائم دفتر اور اسکا ڈھانچہ بلاشبہ یونینوں کے مالی اخراجات میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ ایسی صورتحال میں مزدور تنظیمیں صنعتی علاقے کے قریب یا جہاں کہیں بھی ان کی یونین موجود ہے، جگہ خریدتی یا کرایہ پر لیتی ہیں اور اسے اپنے دفتر کے طور پر استعمال کرتی ہیں جہاں وہ کام کے اوقات کے بعد مل کر لائحہ عمل ترتیب دیتی ہیں۔

یونینز کو سول سوسائٹی کی تنظیموں کی اعانت بھی ملتی ہے جو ٹریڈ یونینوں کو دفتر قائم کرنے کے لئے اپنی جگہ فراہم کرتی ہیں۔ جیسا کہ لیڈی ہیلتھ ورکرز کی ٹریڈ یونین کے معاملے میں دیکھا گیا جسے دفتر کی بنیادی سہولیات کے لئے NOWCommunities کی معاونت حاصل تھی۔

فنڈز

تمام اجتماعی سوداکار ایجنٹس آجر کی طرف سے "چیک ان" کی سہولت کے حقدار ہیں جس کے ذریعے آجر ملازمین کی اجرت سے یونین کی رکنیت فیس کاٹ کر یونین کو بھیجتا ہے۔ فیس کی رقم یونین کے آئین میں درج ہوتی ہے۔ آئین میں بیرونی عطیات، فیڈریشنوں کی مالی امداد یا بین الاقوامی گرانٹ کے لئے فنڈ ریزنگ یا حصولِ سرمایہ کے دیگر طریقہ کار بھی شامل ہیں۔

اسکے علاوہ اجتماعی سودے بازی کے ایجنٹ والی یونین کو انتظامیہ سے معاونت کی بھی حاصل ہوتی ہے، انتظامیہ عید اور ہولی جیسے تہواروں میں تقریبات کے انعقاد کے لئے ادائیگیوں کرتی ہے۔

اخراجات کے لحاظ سے انٹرویوز میں مزدور تنظیموں اور فیڈریشنوں نے دفتری کرایہ، یوٹیلیٹی بلز، عملے کی تنخواہیں، سازوسامان، اندرون و بیرونِ شہر ملاقاتوں کے لئے سفر اور احتجاج و مظاہروں کی بابت ہونے والے مصارف کی نشاندہی اہم ضروری اخراجات کے طور پہ کی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ قانونی چارہ جوئی بھی وقت طلب اور مہنگا ہے کیونکہ وکیل کی فیس عام طور پر بھاری بھرکم ہوتی ہے۔

ملحقہ رکنیت کے علاوہ فیڈریشنوں اور تنظیموں نے اس کا بھی اقرار کیا کہ ان کا انحصار عطیات، جو کہ ممبران کی طرف سے مالی اعانت اور ذاتی امداد کے زریعے کی جاتی ہیں، پر ہوتا ہے جبکہ بین الاقوامی ملحقہ اداروں کی معاونت سے بڑی تقریبات کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ جبکہ کم ازکم ایک فیڈریشن (محکمہِ بلدیہ کی) نے حکومت سے مدد لینے کا اظہار بھی کیا ہے۔

مالیاتی احتساب کا طریقہ کار

قومی صنعتی تعلقات ایکٹ (شق 15 اور 16، IRA-2012) کے مطابق، ٹریڈ یونینز کو رسیدیں اور اخراجات ظاہر کرنے والی اکاؤنٹ بک مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔ سالانہ ریٹرن مقررہ تاریخ پر رجسٹرار کے پاس جمع کرائے جائیں تاکہ رجسٹرار گوشواروں کا آڈٹ کرنے کے بعد اسکی منظوری کا سرٹیفکیٹ جاری کرے۔ ضوابط کی خلاف ورزی پر یونینز کی رجسٹریشن کی منسوخی کی کارروائی شروع کرنے کے لیے قومی صنعتی تعلقات کمیشن کو شکایت درج کروائی جاتی ہے۔ اپنے انٹرویوز میں، محنت کش تنظیموں نے مزید کہا کہ:

1. انٹرویو میں تمام مزدور تنظیموں اور فیڈریشنز نے بتایا کہ وہ صنعتی تعلقات ایکٹ کے مطابق سالانہ گوشوارے اور آڈٹ جمع کروانے کی ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔
2. مالی احتساب کے مقصد اور محفوظ تحویل کے لئے آئین میں ایک شق شامل کی گئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ کوئی بھی رکن کسی بھی وقت یونین کے مالی گوشواروں کی جانچ پڑتال کر سکتا ہے۔
3. ایک اور طریقہ یہ ہے کہ جنرل باڈی کے اجلاس سے پہلے یا اس کے دوران مالیاتی ایجنڈا اٹھایا جاتا ہے اور ممبران اس ایجنڈے کو اٹھانے کی درخواست بھی کرسکتے ہیں۔

4. ٹریڈیونین کے ارکان کسی بھی جعلسازی کے بارے میں براہ راست رجسٹرار آفس کو رپورٹ بھی کرسکتے ہیں اور رجسٹرار کو یونین کے عہدیدار، فنانس سیکریٹری یا اکاؤنٹس سے متعلقہ کسی بھی شخص کے خلاف تحقیقات شروع کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ اس طرح کے معاملے کا جائزہ لینے کے لئے سماعت کی جاتی ہے۔
5. ٹریڈیونینز اور فیڈریشنز نے اس بات پر مصر رہے کہ فنڈز پر بحث کے بارے میں ان کی واضح پالیسی ہے، اور مزید وضاحت دی کہ یہ معاملات ماہانہ یا متواتر مجلسِ عاملہ یا جنرل باڈی میٹنگز اور سالانہ کنونشنز میں بھی اٹھائے جاتے ہیں۔

تربیت

تربیت کے لئے تقریباً تمام مزدور تنظیمیں معاونت (مالی اور لاجسٹکس) کی طلبگار ہوتی ہیں اور بعض اوقات مقامی معاون تنظیموں جیسے پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیبر ایجوکیشن اینڈ ریسرچ، ناؤ کمیونٹیز اور لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن پر انحصار کرتی تھیں۔ مزید برآں، تربیت تک رسائی کے لئے یہ بین الاقوامی تنظیموں کی معاونت پر بھی منحصر رہتی ہیں۔

مزدور تنظیموں نے انسانی حقوق، مزدوروں کے حقوق اور مزدور قوانین میں ترامیم سمیت اان مضمرات کا خاکہ پیش کیا ہے جس پر انہیں تربیت کی ضرورت ہے جبکہ اندرونی اجلاسوں اور کنونشنز میں بھی یہ ضرورت عیاں ہوئی ہے۔ ٹریڈیونینیں زیادہ تر ماسٹر ٹرینرز کے ایک پول کو تربیت دینے کی کوشش کرتی ہیں جن سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ دیگر کارکنان کو تربیت فراہم کریں گے۔ ٹریڈیونینوں نے نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف لیبر ایڈمنسٹریشن ٹریننگ کے زیر اہتمام تربیت میں حصہ لینے کے بابت بھی مطلع کیا جو مزدور انتظامیہ سے متعلق تربیت فراہم کرتی ہے۔

شکایات کا ازالہ

کسی بھی یونین کے تبادلہِ خیالات کا سب سے بڑا فورم اس کی جنرل باڈی ہوتی ہے۔ یونین کے تمام ممبران کو جنرل باڈی کا ممبر تصور کیا جاتا ہے۔ یونین کے ممبران کے پاس یہ حق ہوتا ہے کہ وہ داخلی معاملات پر شکایات کے ازالے کے لیے وہ یا تو کسی مسئلے کو جنرل باڈی یا ایگزیکٹیو میٹنگ میں ایجنڈا آئٹم کے طور پر پیش کریں یا جنرل سیکرٹری سے اسکی درخواست کریں۔ انٹرویو دینے والی یونینوں نے "ورکنگ یا ڈسپلنری کمیٹیاں" موجود ہونے کی بھی آگاہی دی جو تنازعات یا شکایت کے ازالے کے لئے ضروری کارروائی کرتی ہیں۔

2.2 ٹریڈیونینز: تنوع اور شمولیت

یہ حصّہ پاکستان کی ٹریڈیونینوں میں تنوع اور شمولیت کی کھوج لگاتا ہے۔ اس میں خواتین، مذہبی اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد اور 30 سال سے کم عمر کے نوجوانوں کی شراکت پر توجہ دی گئی ہے۔

تمام تحقیقی شرکاء کے ساتھ ٹریڈیونین کی سرگرمیوں میں متنوع گروہوں کی شمولیت سے متعلق سوالات کے لئے ایک عمومی انٹرویو گائیڈ کی پیروی کی گئی۔ شرکاء کی شناخت کے لحاظ سے سوالات کو ترتیب دیا گیا۔ سوالات جن میں تحقیق کے شرکاء کی

تنظیم میں متنوع گروہوں کی شرکت کے عددی اعداد و شمار، متنوع گروپوں کی شرکت کے حوالے سے غالب مرد قیادت کے تاثرات، متنوع گروپوں سے تعلق رکھنے والے رہنماؤں کے درمیان ان کی شرکت کے بارے میں تاثرات اور ٹریڈ یونین کی سرگرمیوں کے تجربات کا حوالہ دیا گیا جبکہ بلدیہ ضلع شرقی کراچی میں متنوع گروپوں کے ملازمین کے ساتھ ایک فوکس گروپ ڈسکشن کا انعقاد بھی کیا گیا۔

اگرچہ اس مطالعے کے لئے تحقیقی شرکاء کی اکثریت مسلمان اور پچاس سال سے زائد عمر کے مرد ٹریڈ یونین رہنماؤں کی تھی جہاں بھی ممکن ہوا خواتین ٹریڈ یونین رہنماؤں کے انٹرویو بھی کئے گئے۔ جبکہ مذہبی اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے ٹریڈ یونین کے ارکان فوکس گروپ مباحثے کا حصہ تھے جس میں کچھ ارکان کی عمریں 30 سال سے کم تھیں۔ اس مطالعے میں حکومتی متعلقین اور مزدور تنظیموں کے نمائندوں کے اہم نقطہ نظر پر بھی غور کیا گیا ہے جو پاکستان میں ٹریڈ یونینوں کے ساتھ باقاعدگی سے کام کرتے ہیں۔

خواتین کی شرکت

آئی ایل او کے مطابق سال 2012 میں ٹریڈ یونینوں میں خواتین کی تعداد صرف 02 فیصد تھی۔[26] اس وقت غیر رسمی ملازمین کی یونین تشکیل دینے کا کوئی قانونی بندوبست نہیں تھا، جن میں خواتین کی نمایاں تعداد شامل تھی۔ جبکہ پچھلے پانچ سالوں میں، گھریلو ملازمین اور زرعی کارکنان سے متعلق نئی قانون سازی کے ساتھ، غیر رسمی خواتین ورکرز کے لیے مخصوص یونینیں بنائی گئی ہیں تاہم ٹریڈ یونینوں میں خواتین کی مجموعی شرکت کے نظر ثانی شدہ اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں۔

اس مطالعے کے شرکاء کی اکثریت نے اپنی ٹریڈ یونینوں یا فیڈریشنوں میں خواتین ارکان کی کافی کم تعداد کا حوالہ دیا ہے۔ یہ تعداد ان کی نمائندہ افرادی قوت کی ساخت کے مطابق مختلف ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر، ایسے کام کی جگہوں پر جہاں مرد و خواتین دونوں مزدور ہیں، یونینوں میں خواتین کی کم شرکت دیکھی گئی ہے تاہم ان اداروں اور شعبوں میں جو صرف خواتین کو ملازمت دیتے ہیں، ان کی شرکت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ بہت سے مرد شرکاء اس سے اتفاق نہیں کرتے کہ خواتین کی عدم شرکت ان پر گھریلو ذمہ داریوں کے بوجھ تلے دبے ہونے کی وجہ سے ہے۔ تاہم کچھ رائے دہندگان نے بڑی رکاوٹوں کا حوالہ دیا۔ مثال کے طور پر پاکستان سینٹرل مائنز لیبر فیڈریشن کے سلطان خان نے اس بات کی عکاسی کی کہ "وہ [خواتین] اپنے آجر کے غصے کے باعث یونین سازی سے دور ہیں وہ اپنی نوکریاں کھونا نہیں چاہتیں۔"

یہ خواتین کی شدید مالی کمزوری کی جانب اشارہ ہے۔ روایتی طور پر افرادی قوت میں ان کی شرکت مالی مجبوریوں کا شاخسانہ ہے۔ لہٰذا وہ کام کھونے کا خطرہ لینے کی متحمل نہیں ہو سکتیں۔ پاکستان ورکرز فیڈریشن (پی ڈبلیو ایف) کے اسد محمود نے یہ بھی مشاہدہ کیا کہ خواتین جہاں کہیں بھی عزت محسوس کرتی ہیں ٹریڈ یونین کی سرگرمیوں میں حصہ لیتی ہیں اور بہت سی جگہوں پر انہیں لگتا ہے کہ وہ " ماحول پر بھروسہ " نہیں کر سکتیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ خواتین سیاسی شرکت سے بالکل بھی گریز نہیں کرتیں

---

26 پاکستان میں آئی ایل او "خواتین - رسمی معیشت میں ٹریڈ یونین کی صرف 2 فیصد ارکان اور غیر رسمی معیشت میں اوجھل"
https://www.ilo.org/islamabad/info/public/pr/WCMS_187903/lang--en/index.html

تاہم مزدور تنظیموں میں مردوں کی اکثریت کے ساتھ کام کرنے سے خواتین کو ذاتی تحفظ کو خطرات لاحق ہوتے ہیں۔ پاکستان اسٹیل ملز کے مرزا مقصود نے تجویز پیش کی کہ کسی یونین میں واحد خاتون عہدیدار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی بات ان سنی جائے گی اور جب عہدیداروں میں دو یا تین خواتین ہوں تو خواتین زیادہ موئثر ہوتی ہیں۔ ہوم بیسڈ وومن ورکرز فیڈریشن (ایچ بی ڈبلیوڈبلیو ایف) کی جنرل سکریٹری زہرہ خان نے اس خیال کی توثیق کرتے ہوئے وضاحت کی کہ سہ فریقی اجلاسوں میں بھی "آگے آنے ہی نہیں دیا جاتا، مناسب جگہ نہیں ملتی۔" ٹریڈ یونینوں میں غالب پدرسری اقدار اور زہریلا طرزِ عمل انہیں خواتین کارکنوں کے لئے غیر موزوں جگہ بناتا ہے۔ ہوم نیٹ پاکستان کی ایگزیکٹوڈائریکٹر ام لیلیٰ بھی کہتی ہیں کہ "یونینوں سے وابستہ لوگوں سے ساتھ تعلق رکھنا اچھا نہیں سمجھا جاتا"۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ جہاں ٹریڈ یونینوں کے بارے میں عوامی تاثر خراب ہوا وہیں ان میں خواتین کی شرکت اور بھی شرمناک ہوگئی۔ پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس (پی ایف یو جے) کی نائب صدر شہر بانو کا یہ بھی کہنا ہے کہ صحافیوں میں بھی خواتین احتجاج سے دور رہتی ہیں کیونکہ وہ تصاویر میں نظر آسکتی ہیں۔ ممکن ہے اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ وہ یونین کی سرگرمی سے کھل کر وابستہ نظر نہ آنا چاہتی ہیں جسکو قابلِ احترام نہیں سمجھا جاتا یا یہ انہیں انکی کی تصاویر کے غلط استعمال کے خوف کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔

جہاں رکنیت ہی ایک پُرخطر جگہ ہو، یہ حیرت کی بات نہیں کہ خواتین کی بہت کم نمائندگی ٹریڈ یونینوں کی اعلیٰ قیادت کے عہدوں پر جگہ بنا پاتی ہے ۔ سندھ اور پنجاب صنعتی تعلقات کے قوانین کا پابند کرتا ہے کہ صنعتی اداروں کی مجلسِ عاملہ میں خواتین کی نمائندگی کسی ادارے کی افرادی قوت میں ان کی نمائندگی کے متناسب ہونی چاہیے ۔ تاہم اس قانون پر مناسب عملدرآمد نہیں ہوا۔ وزارت محنت پنجاب اور وفاقی حکومت کے سابق ڈائریکٹر ڈاکٹر جاوید گل کا دعویٰ ہے کہ زیادہ تر ٹریڈ یونینز اس شرط سے ناواقف ہیں اور صنفی لحاظ سے اس حسّاس نقطہ نظر سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اس کے برعکس پی ڈبلیو ایف کے اسد محمود بالکل مختلف نقطہ نظر پیش کرتے ہیں۔ ان کے مطابق انکی فیڈریشن کی تمام علاقائی کونسلوں میں خواتین افسران موجود ہیں جن کی ایگزیکٹو کونسل میں ایک خاتون افسر بھی شامل ہیں۔ جب کہ فیڈریشن کے پاس ابھی تک اپنے سب سے سینئر عہدے پر ایک خاتون افسر موجود نہیں، اس کی پیشرو رکن تنظیموں میں سے ایک، آل پاکستان فیڈریشن فار لیبر، جو 80 کی دہائی میں شروع ہوئی تھی، میں ایک خاتون چیئر پرسن اور ڈپٹی سیکرٹری جنرل تھیں۔ چونکہ تمام عہدے دار منتخب ہوتے ہیں، اس لیے فیڈریشن کے اندر اتحادیوں کے مضبوط نیٹ ورک کے بغیر کسی خاتون کے سینئر عہدے پر پہنچنے کے امکانات کم ہیں۔

خواتین جواب دہندگان کا مؤقف ہے کہ جہاں بھی مزدور تنظیموں اور فیڈریشنز کے انتظامی عہدوں پر خواتین کی نمائندگی ہے وہاں بھی یہ محض علامتی ہے۔ ہوم نیٹ پاکستان (HNP) کی ایگزیکٹوڈائریکٹر ام لیلیٰ کے مطابق قانونی تقاضے کو پورا کرنے کے لئے خواتین کو قیادت کے عہدوں کے لئے چُنا جاتا ہے لیکن وہ "کارکنوں کی حقیقی نمائندہ" نہیں ہوتی ہیں۔ ان کا انتخاب اس صورت میں کیا جاتا ہے جب وہ اسٹیٹس کو یا جمود کے ساتھ چلیں اور مرد قیادت کے لئے "مسائل کا باعث" نہ بنیں۔ وومن اِن اسٹرگل فار ایمپاورمنٹ (WISE) کی ایگزیکٹوڈائریکٹر بشریٰ خالق بھی اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ ایگزیکٹو کمیٹی کے عہدوں پر بھی "کوئی موثر، عملی شرکت" نہیں ہے۔ شہر بانو (PFUJ) اس بات سے اتفاق کرتی ہیں کہ عہدوں اور نامزدگیوں کے باوجود خواتین کے پاس "کوئی حقیقی اختیار" نہیں ہے؛ کہ فیصلے کرنے اور مالی معاملات سنبھالنے کا اصل اختیار صدر اور جنرل

سکریٹری کے پاس ہے، جو دونوں مرد ہیں. اس سے پتہ چلتا ہے کہ ٹریڈ یونینز کے اندر صنفی امتیاز مزدور طبقے کی تنظیموں کے ساتھ ساتھ مہذب پیشہ ور تنظیموں میں بھی پھیلا ہوا ہے۔

ایک مربوط مشغولیت کی حکمت عملی کے ذریعے خواتین کی زیادہ سے زیادہ شرکت کو فروغ دینا بہت سی یونینوں کے لیے ترجیحات میں شامل نہیں۔ وہ لوگ جو خواتین کو متحرک کرنے میں وقت صرف کرتے ہیں وہ نئی ممبران کو اپنے ساتھ جوڑنے کے لئے تربیتی ماڈیول کا استعمال کرتے ہیں۔ زہرہ خان (HBWWF)، خواتین کو اپنی آواز مسخّر کرنے اور اجتماعی طور پر خودی پر زور دینے کے لیے تعمیری صلاحیت نکھارنے کی اہمیت کی پرزور وکالت کرتی ہیں: "علم طاقت ہے۔ یہ بہت سے طریقوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ لوگ علم والوں سے ڈرتے ہیں۔ ہمارا مطالعاتی حلقہ اور تربیت شرکاء کو سوچنے اور غور کرنے کی طرف راغب کرتا ہے"۔ تاہم، بشریٰ خالق (WISE) نے تربیت تک رسائی میں امتیازی سلوک کا ذکر کیا، خاص طور پر ایسے مواقعوں پر جہاں سفر کی حاجت ہوتی ہے۔ وہ محسوس کرتی ہیں کہ مرد قیادت خواتین کی سیاسی شرکت کی صلاحیت پر شک کرتی ہے: "...ان کے خیال میں عورت کا دماغ اس طرف زیادہ نہیں چلتا ہے (خواتین اس طرح نہیں سوچتی ہیں) اور اس طرح خواتین کی شرکت ممکن نہیں ہو پاتی۔ مثال کے طور پر، ملاقاتیں اس وقت طے کی جاتی ہیں جب خواتین شرکت ممکن نہیں ہوتی۔ اس کی تصدیق فوکس گروپ ڈسکشن کے شرکاء کے خیالات سے ہوتی ہے جنھوں نے اظہار کیا کہ ٹریڈ یونین میٹنگز دوپہر کے کھانے کے وقفے کے دوران ہوتی ہیں جب بیشتر خواتین اپنے گھر والوں کو کھانا پیش کرنے کے لیے گھر جانے کا انتخاب کرتی ہیں۔

ان رکاوٹوں کے باوجود ایسا لگتا ہے کہ کچھ خواتین اپنی فعالیت پر مجتہد ہیں اور اسے سمجھنے کے لئے ان کے جہدِ مسلسل پر غور کرنا لازم ہے کہ مزدور یونینوں میں مزید خواتین کو کیسے فعال بنایا جائے۔ کچھ مرد رائے دہندگان کا خیال ہے کہ خواتین کو اپنی علیحدہ یونینیں تشکیل دینی چاہئیں۔ اس سے جنسوں کی علیحدگی کو تقویت ملے گی اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ممکن ہو گا کہ اختیار مرد کے ہاتھوں مستعمل رہے۔

شہر بانو (PFUJ) محسوس کرتی ہیں کہ ان کے تعلیمی پس منظر اور انٹرنیشنل یونین آف جرنلسٹس کی جانب سے خواتین کی لازمی شرکت کی شرط نے انہیں اپنے کیریئر کے ابتدائی سالوں میں یونین میں شامل ہونے میں مدد دی۔ اس سے خواتین میں تعمیری صلاحیت کی اہمیت کا اعادہ ہوتا ہے جہاں خصوصی مہارت اور بین الاقوامی تنظیموں کی اثباتی پالیسیز نے انہیں یونینوں کے لئے ناگزیر بنادیا ہے۔ زہرا خان (HBWWF) نے معاون سرپرستوں کی اہمیت اور ایک فعال اور عملی ماحول پر روشنی ڈالی۔ ایک ایسی روایت میں جو خواتین کو تابع فسق کی قدر کرنے پر مجبور کرتی ہے، ٹریڈ یونین کے رہنماؤں میں مضبوط رول ماڈل رکھنا ان میں خواتین کی شراکت داری کے لئے انتہائی اہم ہے۔ آخر میں معاون خاندانوں کے کردار پر کافی زور نہیں دیا جا سکا جیسا کہ PWF اور HBWWF کے تجربات سے ظاہر ہوتا ہے۔

2.2.1 مذہبی اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کی شرکت

دستیاب علمی ادب پاکستانی ٹریڈ یونینوں میں مذہبی اقلیتوں کے لوگوں کی شرکت کی حیثیت کے بارے میں کوئی ابتدائی بصیرت پیش نہیں کرتا۔

اس مطالعے کے زیادہ تر رائے دہندگان نے بتایا کہ ان کی یونینوں میں مذہبی اقلیتوں کی شرکت کم سے کم یا یہاں تک کہ "نایاب" ہے۔ تاہم سجن یونین، بلدیہ عظمیٰ کراچی اور میونسپل ورکر ٹریڈ یونین الائنس کے صدر، جناب ذوالفقار شاہ نے کہا کہ اس الائنس میں ان کی شرکت کا تخمینہ 20 فیصد ہے۔ میٹرو کیش اینڈ کیری یونین میں ٹریڈ یونین کے سابق رہنما اقتدار نے ادارے کے "ہاؤس کیپنگ" ڈپارٹمنٹ میں عیسائی اور ہندو کارکنوں کی ایک نمایاں تعداد کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ دونوں دعوے سماجی رکاوٹوں کی وجہ سے مخصوص قسم کے کاموں میں مذہبی اقلیتوں کے زیادہ اِرتکاز کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو زیادہ منافع بخش ملازمتوں میں ان کی شرکت کو محدود کرتے ہیں۔

ایسے کوئی قوانین یا اثباتی عمل کی پالیسیاں نہیں ہیں جو خاص طور پر مذہبی اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے لیے ٹریڈ یونین کی نشستیں مختص کرتی ہوں۔ تاہم، کچھ تنظیموں جیسے بلدیہ عظمیٰ کراچی میں مذہبی اقلیتوں کے لیے یونین آفس کی دو نشستیں سرکاری طور پر مختص ہیں۔ یہ مختص نشستیں سینئر ترین عہدوں میں بھی ہو سکتی ہیں۔ فی الحال، یوٹیلیٹی بورڈ کے چیئرمین اور ڈسٹرکٹ میونسپل کارپوریشن کے جنرل سیکرٹری عیسائی ہیں۔ اگرچہ بیشتر یونینوں میں سینئر قیادت کی سطح پر انکی نمائندگی محدود ہے۔ مرزا مقصود نے انتخابی عمل پر یہ بات رکھی: "اقلیتی مزدور جہاں بھی تعداد میں زیادہ طاقت ہوتے ہیں، ان کی شرکت ٹریڈ یونین کی ضرورت بن جاتی ہے تاکہ ان کے ذریعے اقلیتی ووٹ ان کے حق میں ہوں۔"

بہت سے تحقیقی شرکاء نے فوری طور پر (شاید اپنے دفاع میں) یہ بتایا کہ مذہبی اقلیتوں کی شرکت کا فقدان یونین کے ممبران کے درمیان مذہبی امتیاز کی وجہ سے نہیں ہے۔ تاہم سید ذوالفقار شاہ ساختی امتیاز کی جانب اشارہ کرتے ہیں جو مذہبی اقلیتوں کو سیاسی نادیدہ اور غربت کے بھنور میں پھنسا دیتا ہے: اقلیت ہونے کا مطلب ہے "قابل ملازمتوں" کے لیے نہیں بلکہ خاکروب کی نوکریوں کے لیے ملازمت ملنا، جو کہ عام طور پر کنٹریکٹ پر ہوتے ہیں اور کنٹریکٹ ورکرز کی کوئی یونین نہیں ہوتی، جس کے باعث ان کی سیاسی شرکت کنارے لگ جاتی ہے۔ یہ بات میٹرو کیش اینڈ کیری یونین کے معاملے میں بھی واضح ہے جہاں اقتدار صاحب نے اپنے مطالبات کے چارٹر میں ہاؤس کیپنگ اسٹاف (زیادہ تر عیسائی اور ہندو) کے 16 سے 17 گھنٹے، ہفتے میں سات دن کام کرنے اور اپنی مذہبی تعطیلات کے لئے چھٹی نہ ملنے جیسے معاملات کا ذکر کیا ہے۔ تاہم یہ واضح نہیں ہے کہ آیا ان عیسائی یا ہندو کارکنوں میں سے کوئی یونین کی قیادت کا حصہ تھا یا نہیں۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جہاں وہ بڑی تعداد میں ہیں، افرادی قوت میں ان کا نچلا درجہ ان کی خود یا دوسروں کے لئے بولنے کی صلاحیت کو کمزور کرتا ہے۔ ٹریڈ یونین کے مباحثے میں مذہبی اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کی عدم موجودگی غیر مسلم ہونے کے عمومی احتیاط کا مظہر ہے۔ پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس کے سیکرٹری جنرل مظہر عباس وضاحت کرتے ہیں: "میں سمجھتا ہوں کہ وہ (اقلیتیں) خود بھی آگے نہیں آ رہی ہیں۔ مجموعی طور پر صورتحال بھی سامنے ہے جہاں کسی تنازعہ کی صورت میں انہیں یہ خدشہ ہوتا ہے کہ وہ آسان ہدف ہو سکتے ہیں۔"

صرف دو خواتین رائے دہندگان نے مزدور تنظیموں کے اندر مذہبی امتیاز کے واقعات کا حوالہ دیا ہے۔ ام لیلیٰ اظہر نے مزدور تنظیموں میں مذہبی عدم رواداری کے اضافے کے خلاف خبردار کیا جسے وہ مذہبی اقلیتوں کے لوگوں کی شرکت کے لئے نقصان دہ سمجھتی ہیں۔ زہرہ خان (HBWWF) نے برملا انکے سماجی اخراج کی مثالیں پیش کیں۔ ایک مثال میں، انہوں نے بتایا کہ ان کی یونین کا کمیونٹی باورچی خانہ، جو ممبران اور وسیع تر کمیونٹی کو دوپہر کا کھانا فروخت کرتا تھا، نے اچانک کم ہوتی ہوئی آمدنی کی

اطلاع دینا شروع کر دی۔ یہ پیش رفت ایک مسلمان باورچی کے متبادل ایک عیسائی باورچی کی خدمات حاصل کرنے کے ساتھ ہوئی۔ زہرہ بتاتی ہیں کہ یونین کے اندر وہ اپنے ارکان کے درمیان خرافات اور غلط فہمیوں کو دور کرنے اور وضاحت کرنے میں کامیاب رہیں لیکن وہ اس معاملے پر وسیع تر برادری کو قائل نہیں کر سکیں اور اسی اثناء عیسائی باورچی نے صورتحال کے مکمل حل ہونے سے پہلے ہی کام چھوڑ دیا۔

2.2.2 تیس سال سے کم عمر افراد کی شرکت

ستر کی دہائی میں پاکستان میں ٹریڈ یونینز نوجوانوں خون کی بوجہ طاقتور تھیں، جیسا کہ اس حقیقت سے عیاں ہے کہ اس تحقیق کے لیے زیادہ تر رائے دہندگان کی عمریں پچاس برس سے زیادہ ہیں، تاہم علمی مواد نوجوانوں کی سرگرمیوں کا مزدور تنظیموں کے تناظر میں خلاصہ نہیں کرتا۔

جواب دہندگان کے اندازے کے مطابق ان کی یونینوں اور فیڈریشنوں میں تیس سال سے کم عمر افراد کی شرکت 15 سے 35 فیصد کے درمیان ہے۔ ان کی شرکت کی صورتحال پر یقینی طور پر لب کشائی کرنا مشکل ہے کیونکہ جواب دہندگان کے خیالات ایسے لوگوں کے درمیان منقسم تھے جنہوں نے دعوی کیا کہ نوجوان موقع نہ دیئے جانے، خاندانی ذمہ داریوں اور کام سے نکالے جانے کے خوف کی وجوہات کی بناپر شمولیت نہیں کرتے؛ یا پھر وہ جنہوں نے محسوس کیا کہ ان کی شرکت کا رجحان بڑھنے لگا ہے۔ اسد محمود نے صورتحال کو مزید باریک بینی سے پرکھتے ہوئے دعوی کیا کہ ٹریڈ یونین میں کام کرنے کے لئے خصوصی فہم اور مہارتوں کی ضرورت ہوتی ہے اور ایک نئے رکن کو تربیت اور عصرِ حاضر کے تجربہ کار یونین رہنماؤں کے مشاہدات کے زریعے خود کو تیار کرنے میں کچھ سال لگتے ہیں۔ چنانچہ جب تک کوئی کارکن تکنیکی طور پر ٹریڈ یونین افسر بننے میں مہارت حاصل کرتا ہے، وہ شاید تیس سال کا ہندسہ عبور کر چکا ہو۔ صورتحال اس حقیقت کے ساتھ مزید پیچیدہ ہو جاتی ہے کہ زیادہ تر ٹریڈ یونینوں کے پاس مکمل تربیتی پروگراموں کے انعقاد کا بجٹ نہیں ہوتا جب تک کہ انہیں بین الاقوامی اداروں کی حمایت حاصل نہ ہو۔ جہاں حصول علم کے مواقع نہ ہونے کے برابر ہوں، وہاں ٹریڈ یونین کی سرگرمی کا آغاز ایک غیر رسمی عمل ہے جو موجودہ عہدیداروں کے مابین روابط اور سرپرستی کا متقاضی ہے۔

پاکستان ورکرز فیڈریشن اپنے ماسٹر ٹرینرز کے پروگرام کو نوجوان لہو کی موئثر پرورش کا سہرا دیتا ہے۔ ان کے علاقائی کونسل کے دو عہدیدار محبوب اللہ اور افتخار تیس سال سے کم عمر نوجوان ہیں۔ جب اسد محمود سے پوچھا گیا کہ بڑی عمر کے اراکین کی اکثریت والی تنظیم میں نوجوانوں کے انتخابی کامیابی کی وجوہات کیا ہیں تو انہوں نے تبصرہ کیا کہ: "وہ تربیت کار تھے لہذا انہیں ٹریڈ یونین کے کام کا صحیح علم تھا اور اس ہنر مندی کی ترقی کی وجہ سے ان کے کارکنوں کے ساتھ بہت اچھے تعلقات تھے۔ انہیں مزدور قوانین کے علم کی بنیاد پر کامیابی کی اور وہ مزدوروں کے تحفظات کو انتظامیہ تک لے گئے۔ چنانچہ انکے علم اور مسائل کے حل میں پہل، کارکنان کی نگاہوں میں انکی مقبولیت کا باعث بنا اور وہ منتخب ہوئے۔" یہ تقریباً بہت کامل مطلق میرٹ کی احسن تصویر ہے۔ اقتدار کا ایک ایسی تنظیم میں ٹریڈ یونین لیڈر ہونے کا تجربہ جہاں ملازمین کی اکثریت ہائی اسکول سے فارغ التحصیل تھی، خاص طور پر اس تناظر میں مزید وضاحت کر رہا ہے۔ وہ آجروں اور پولیس کی طرف سے غنڈہ گردی کو یاد کرتے ہوئے

کہتے ہیں کہ جب انہیں ساتھیوں سمیت ان کی تنظیمی سرگرمیوں کو ترک کرنا پڑا اور وہ دوسری ملازمت حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ یہ نوجوانوں کے بے پناہ خطرات کی طرف اشارہ کرتا ہے، جن کے لئے سیاسی سرگرمیاں ممکنہ طور پر دائمی بے روزگاری کا نتیجہ بن سکتی ہیں۔

تیس سال سے کم عمر کی خواتین کو اس قابل بنانا ایک کثیر الجہتی عمل ہے۔ زہرہ خان (HBWWF) کے مطابق، اس گروپ کو تربیت میں حصہ لینے کے لیے بھی اپنے اہل خانہ سے اجازت ضرورت ہوتی ہے۔ نوجوان خواتین کو متحرک کرنے کی میٹنگز میں لانے کے لئے انہوں نے علاقائی لیڈروں کے معاونت حاصل کر کے ان خواتین کے اہل خانہ کے خدشات کو دور کیا ہے۔ البتہ یونین کے کام کے لیے کراچی سے باہر کے کسی بھی سفر کو یقینی مزاحمت کا سامنا ہوتا ہے۔

2.3 مزدور تنظیمیں اور اتحاد کی تعمیر

پلانٹ پر مبنی تنظیمی ساخت اور پے در پے رکاوٹوں نے محنت کش تنظیموں کو موئژ طریقے سے اتحاد قائم کرنے سے قاصر رکھا ہے۔ اس کے علاوہ سہ فریقی ڈھانچہ، جو مکمل طور پر فعال بھی نہیں ہے، نے ٹریڈ یونینوں کے لئے مشغولیت اور مکالمے کے دروازوں کو مسدود کر دیا ہے۔

حکومت پاکستان نے سن 1994ء میں سہ فریقی مشاورت سے متعلق آئی ایل او کنونشن C144 کی توثیق کی۔ یہ کنونشن ریاست کو حکومت کے نمائندوں، آجروں اور کارکنوں کے درمیان موئژ مشاورت کے انعقاد کو یقینی بنانے کا پابند کرتا ہے۔ تاہم اسکے نفاذ کے لئے معاون کوئی طریقہ کار وضع نہیں کیا گیا۔ اگرچہ قیامِ پاکستان کے ابتدائی برسوں میں سہ فریقی لیبر کانفرنسوں کا اہتمام کیا جاتا رہا ہے لیکن کنونشن کی توثیق کے بعد سے یہ کانفرنسز صرف سال 2002 اور 2009 میں منعقد کی گئی ہیں۔ حال ہی میں حکومت سندھ نے سہ فریقی لیبر کانفرنس کا اہتمام کیا جس کے بعد سندھ سہ فریقی کمیٹی برائے نفاذِ مزدور قوانین کا قیام عمل میں آیا۔

تاہم سال 2014 میں وفاقی سہ فریقی مشاورتی کمیٹی اور چار صوبائی سہ فریقی مشاورتی کمیٹیوں کا نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے۔

پاکستان میں سول سوسائٹی کے ارتقاء کے ساتھ، اور 1990 کی دہائی میں غیر سرکاری تنظیموں کے ایک زبردست قوت کے طور پر ابھرنے کے ساتھ، مزدور تنظیموں نے این جی اوز کے ساتھ مختلف طریقوں سے شراکت داری کی ہے جن میں علم و آگاہی، صلاحیت سازی، ادارہ جاتی معاونت اور قانونی مدد شامل ہیں۔

مزدور تنظیموں کو آئی ایل او کی معاونت بھی حاصل ہے جو آجروں اور کارکنوں کی تنظیموں میں مہذب کام کے ایجنڈے کو پروان چڑھانے کی صلاحیت پیدا کرنا چاہتی ہے۔ بین الاقوامی کنفیڈریشنز کا حصہ بننے کے علاوہ ٹریڈ یونینز مزدوروں کے حقوق پر کام کرنے والی بین الاقوامی تنظیموں کے ساتھ شراکت داری بھی چاہتی ہیں۔ اس اشتراک کی سب سے کامیاب مثال کراچی کی بلدیہ فیکٹری آتشزدگی کے معاوضے کی مہم ہے جس میں، کلین کلاتھ کمپین، انڈسٹری آل، یورپین سینٹر برائے آئینی و انسانی حقوق سمیت بین الاقوامی تنظیمیں شامل تھیں۔

یہ حصہ سہ فریقی ڈھانچے والی ٹریڈ یونینوں اور لیبر فیڈریشنوں کے تجربات، سول سوسائٹی اور بین الاقوامی ایجنسیوں کے ساتھ ان کی مصروفیات کو دستاویز کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

2.3.1 مزدور تنظیمیں اور سہ فریقی ڈھانچے

سہ فریقی ترکیب میں ٹریڈ یونینوں کے تجربے کو دستاویزی شکل دیتے ہوئے مندرجہ ذیل مشاہدات کیے گئے:

1. کمیٹیاں سست ہیں۔ ملاقاتیں بے نتیجہ ہوتی ہیں اور حکومتی نمائندے تیاری کے ساتھ نہیں آتے۔ مزید بر آں، افسر شاہی کا عمل فیصلہ سازی میں تاخیر کرتا ہے۔

2. وزراء کے قلمدان اور لیبر ڈائریکٹرز کے تبادلے بھی مشاورت کی کارروائی پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ ملاقاتیں یا تو تاخیر کا شکار ہوتی ہیں یا ماضی کی پیش رفتوں کے ساتھ نئی قیادت کو ہم آہنگ کرنے میں بہت وقت ضائع ہو جاتا ہے۔

3. مزدور یونینوں کو مشغول کرنے میں حکومت کی جانب سے عدم سنجیدگی کی شکایت بھی موجود ہے۔ مزدور رہنماؤں کا مشاہدہ ہے کہ حکومت مشاورت میں شامل ہونے کے لئے مزدور رہنماؤں کی پہلے سے موجود فہرست پر عمل پیرا ہے جبکہ اس فہرست میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جنہیں حکومت "موافق" سمجھتی ہے۔ تاہم اس سے حکومت کی جانب سے بہت عدم دلچسپی کا بھی ادراک ہوتا ہے کیونکہ کئی بار وہ اس فہرست سے ان لوگوں کو بھی مدعو کرتے ہیں جو جہانِ فانی سے کوچ کر چکے ہوتے ہیں۔

4. میز پر نمائندگی کس کو ملتی ہے اس حوالے سے عدم اطمینان ہے۔ اس کی وجہ یا تو پیشہ ورانہ دشمنی یا حکومت کی طرف سے اپنائے گئے روایتی غیر مشاورتی طریقہ کار کو قرار دیا جاسکتا ہے۔ انٹرویوز میں ٹریڈ یونینوں نے حکومت پر الزام لگایا کہ وہ پیلی یونینوں کو میز پر جگہ دے کر انہیں قانونی حیثیت دے رہی ہے۔

5. اگرچہ سب کچھ کہنے اور کرنے کے باوجود، مزدور یونینوں کے پاس حکومتی تعاون کے مثبت پہلو کا ایک جائز نقطہ بھی ہے۔ مثال کے طور پر وہ صنفی حساسیت پر مبنی پالیسی کی سمت کا حوالہ دیتے ہیں جو قانون اور پالیسی سازی پر سہ فریقی مشاورت میں ٹریڈیونینوں کی شراکت کے باعث ممکن ہوئی۔

2.3.2 سول سوسائٹی کے ساتھ شراکت داری

اگرچہ سول سوسائٹی کو وسیع پیمانے پر این جی اوز کہا جاتا ہے لیکن اس میں سیاسی جماعتیں، وکلاء تنظیمیں، میڈیا، ماہرین تعلیم اور طلبہ یونینیں بھی شامل ہیں۔ ان سب میں ٹریڈ یونین غیر سرکاری تنظیموں اور سیاسی جماعتوں کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہتی ہیں۔

گزشتہ چار دہائیوں میں این جی اوز کے ارتقاء کے بارے میں کافی تجزیہ کیا گیا ہے، خاص طور پر اس وقت سے جب یکے بعد دیگرے جمہوری اور غیر جمہوری حکومتوں کے سلسلے نے غیر سرکاری تنظیموں کو حقوق کے علمبرداری سے محض خدمات فراہم

کرنے والے شراکت دار ہونے تک محدود کر دیا۔ اس کے باوجود مزدور یونینز اور این جی اوز سڑکوں پر مظاہرے، پالیسی ان پٹ، شواہد پر مبنی تحقیق، مشترکہ موضوعات پر وکالت اور صلاحیت سازی کے لئے تعاون کرتی ہیں۔ انٹرویوز میں ٹریڈ یونینوں اور فیڈریشنوں کی جانب سے شراکت دار کے طور جن ممتاز غیر سرکاری تنظیموں کا حوالہ دیا گیا ہے ان میں پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف لیبر ایجوکیشن اینڈ ریسرچ (PILER)، لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن (LEF)، نیشنل آرگنائزیشن فار ورکنگ کمیونٹیز (NOWCommunities)، ہوم نیٹ پاکستان (HNP)، ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان (HRCP)، پتن ترقیاتی تنظیم، ویمن ان سٹرگل فار ایمپاورمنٹ (WISE)، شرکت گاہ، صحافیوں کے گروپ اور برادریوں پر مبنی تنظیمیں شامل ہیں۔ این جی اوز کے ساتھ کام کرنے کے ٹریڈ یونینوں کے تجربات کے اہم مشاہدات ذیل میں شیئر کیے گئے ہیں:

انٹرویوز میں ٹریڈ یونینوں اور فیڈریشنوں کی جانب سے شراکت دار کے طور پر پیش کی جانے والی ممتاز غیر سرکاری تنظیموں شامل ہیں۔ این جی اوز کے ساتھ کام کرنے کے ٹریڈ یونینوں کے تجربات کے اہم مشاہدات ذیل میں بیاں کیے گئے ہیں:

1. غیر سرکاری تنظیموں کے بعض طریقوں کے سخت ناقد ہونے کے باوجود ٹریڈ یونینز کو این جی اوز کے اشتراک کو قابلِ قدر سمجھتے ہیں۔ مشترکہ مسائل اور صلاحیت سازی کے سیشنز خصوصاً تنظیمی اور مشغولیت کی مہارتوں سمیت این جی اوز کے زیر اہتمام مزدور قوانین کے پرچار کی مہم چلانا، مزدور تنظیمیں مفید سمجھتی ہیں۔

2. این جی اوز کے خلاف مسلسل تنقیدوں میں سے ایک فنڈنگ کا معاملہ ہے جس کا بالآخر مطلب ہے کہ یہ تنظیمیں فنڈز کی دستیابی اور پروجیکٹ کی فراہمی کے لئے وقتِ مقررہ کی پابند ہیں۔ ٹریڈ یونینز کو اس طرح کے نقطہ نظر سے بہت کم افادیت نظر آتی ہے کیونکہ ضروری نہیں کہ این جی اوز کے عطیہ دہندگان سے چلنے والے منصوبے ٹریڈ یونینوں کی مزدور ترجیحات سے ہم آہنگ ہوں۔ مزید برآں، اس سے توجہ کی کمی اور ایونٹ پر مبنی اہداف کی پیروی کا باعث بنتا ہے۔

3. این جی اوز کے پروگراموں میں شرکت کے لئے وظیفے دینے کی روایت کو خاص طور پر تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے کیونکہ اس سے مزدور تنظیموں کے لئے مسائل پیدا ہوتے ہیں جن سے بھی یہی توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے زیر اہتمام میٹنگز میں شرکاء کو اسی طرح کی ادائیگیاں کریں گے۔

2.3.3 بین الاقوامی اداروں کی مشغولیت

مطالعے کے لئے انٹرویوز دینے والی ٹریڈ یونینوں نے متعدد بین الاقوامی تنظیموں اور فیڈریشنوں کا حصہ ہونے کی تصدیق کی جہاں وہ پاکستانی کارکنوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ جیسے پاکستان ورکرز فیڈریشن - آئی ایل او، آئی ٹی یو سی اور ساؤتھ ایشیا ٹریڈ یونین کنفیڈریشن میں کارکنوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ جبکہ کچھ فیڈریشنز انڈسٹری آل گلوبل، کلِین کلاتھ کمپین (تنظیم)، ہوم نیٹ انٹرنیشنل، ہوم نیٹ ساؤتھ ایشیا، ورلڈ فیڈریشن آف ٹریڈ یونینز کا بھی حصہ ہیں۔

ٹریڈ یونینز اور فیڈریشنز ایک متحد نقطہ نظر اور یکجہتی کو بین الاقوامی تنظیموں کے ساتھ شراکت داری کے اسباب میں سب سے اہم سمجھتی ہیں۔ وہ بلدیہ فیکٹری آتشزدگی کے معاوضے کے معاملے کی کامیابی کو اس متحد نقطہ نظر کی دلیل کے طور پر پیش کرتی ہیں۔ ایسامانا جاتا ہے کہ بین الاقوامی فیڈریشنوں کے ساتھ شراکت داری یارکنیت ابھی تک ناکافی ہے جبکہ انٹرویوز میں کچھ ٹریڈ یونینوں نے زیادہ فیسوں کو بین الاقوامی فیڈریشنز میں شمولیت میں ناکامی کی وجوہات قرار دیا۔

زبان کی رکاوٹ ایک اور مسئلہ ہے کیونکہ نچلی سطح کے کارکنان مترجمین / شارح کی مدد کے بغیر بین الاقوامی فورمز پر بات چیت میں فعالیت سے حصہ لینے سے قاصر ہیں۔

حکومت کی جانب سے نامزد کردہ مزدوروں کی آئی ایل او میں نمائندگی پر ٹریڈ یونینیں تنقید کرتی ہیں جو کہ صرف چند رہنماؤں کے حامی اور کارکنوں کی جدوجہد پر سمجھوتہ کرتے ہیں۔

2.4 محنت کش تنظیمیں اور لیبر عدلیہ

صوبوں کے صنعتی تعلقات کے قوانین اور وفاقی صنعتی تعلقات ایکٹ-2012 کسی بھی اجتماعی سودے بازی ایجنٹ (سی بی اے) یا کسی آجر کو قانون یا کسی ایوارڈ یا تصفیے کے ذریعہ کسی بھی یقین دہندہ یا محفوظ حق کے حصول کے لئے لیبر کورٹ میں درخواست دینے کی اجازت دیتا ہے۔ صوبائی حکومتیں صنعتی تعلقات ایکٹ کے تحت ضرورت کے مطابق مزدور عدالتیں قائم کرنے کا اختیار رکھتی کرتی ہیں۔ ہر لیبر کورٹ اپنے جغرافیائی حدود، صنعت یا مختص مقدمات کے طبقات کے حوالے سے حاصل کردہ دائرہ اختیار کی حدود کے تابع ہوتی ہے اسکے علاوہ ہر لیبر کورٹ میں صوبائی حکومت کی جانب سے مقرر کردہ ایک پریذائیڈنگ افسر موجود ہوتا ہے۔

2.4.1 صوبوں میں لیبر کورٹس کی تعداد

صوبہ	لیبر کورٹس کی تعداد	مقام
پنجاب	11	لاہور میں 02 ؛ فیروز والا (شیخوپورہ)، فیصل آباد، سرگودھا، راولپنڈی، گوجرانوالہ، بہاولپور، ملتان، ساہیوال، اور ڈیرہ غازی خان میں ایک ایک
سندھ	05	کراچی میں 03، جبکہ حیدرآباد اور سکھر میں ایک ایک
خیبر پختونخواہ	03	پشاور، صوابی اور ڈیری اسماعیل خان میں ایک ایک
بلوچستان	02	کوئٹہ اور حب میں ایک ایک

لیبر کورٹ آجروں یامزدوروں کی جانب سے دائر کئے گئے صنعتی تنازعات کا فیصلہ کرتی ہیں،۔عدلیہ کسی تصفیے کے نفاذیاخلاف ورزی سے متعلق کسی بھی معاملے کی جانچ یا اس پر فیصلہ کر سکتی ہے۔ لیبر کورٹ کے پاس وہی اختیارات ہیں جو ضابطہ دیوانی 1908 (ایکٹ پنجم 1908) کے تحت عدلیہ کو حاصل ہیں جن میں حلف کے تحت حاضری اور امتحان کا نفاذ، دستاویزات اور مادی اشیاء کی تیاری اور گواہوں یادستاویزات کی جانچ کے لئے کمیشن کا قیام شامل ہیں۔

آئی آر او2002 نے لیبر اپیلیٹ ٹریبونل کو ختم کر دیا۔لیبر کورٹ کے ایوارڈ/ فیصلے سے ناراض کوئی بھی فریق اب (آئی آر او 2002 کے آرٹیکل 48 کے مطابق) ہائی کورٹ میں اپیل جمع کرا سکتاہے جبکہ ہائی کورٹ لیبر کورٹ کے منظور کردہ ایوارڈیافیصلے تبدیل یاپھر اس میں ترمیم کر سکتی ہے۔

2.4.2 قومی صنعتی تعلقات کمیشن

قومی صنعتی تعلقات کمیشن(NIRC) کو ابتدائی طور پر سال 1972 میں آئی آر او1969 میں ترمیم کر کے تشکیل دیاگیا تھااور اسے یکے بعد دیگرے قوانین یعنی IRO2002, IRA2008, IRO2011 کے ذریعے بر قرار رکھا گیاتھااور اب یہ IRA 2012 کی دفعہ 53 کے قانون کے تحت مرتب کیا گیاہے۔[27]

یہ آجروں اور مزدوروں کے درمیان تعلقات کو منظم کرتا ہے اور آجروں اور مزدوروں کی جانب سے غیر منصفانہ محنت کے عمل، صنعتی تنازعات کے حل، اسلام آباد میں بین الصوبائی مزدور تنظیموں کی رجسٹریشن اور اجتماعی سودے بازی ایجنٹوں کا تعین کرتا ہے۔

اس کی سربراہی سپریم کورٹ آف پاکستان کا ایک ریٹائرڈ یاحاضر سروس جج کرتے ہیں اور اس کے اراکین ریٹائرڈ یاحاضر سروس ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج، وفاقی حکومت کے افسران اور این آئی آر سی کے رجسٹرار ہیں۔اس کا ہیڈ آفس اسلام آباد میں واقع ہے لیکن اس کی شاخیں تمام صوبائی ہیڈ کوارٹرز (کراچی،لاہور، پشاور اور کوئٹہ) سمیت ملتان اور سکھر میں واقع ہیں۔

انٹرویوز میں مزدور تنظیموں نے لیبر کورٹس، ہائی کورٹس کے ساتھ ساتھ قومی صنعتی تعلقات کمیشن کا انتہائی منفی تجربہ بیان کیا۔

- مقدمات میں غیر ضروری تاخیر ہوتی ہے اور اکثر کارکنوں کو ریلیف فراہم نہیں کیا جاتا ہے۔
- مزدور وکلاء کی شدید کمی ہے۔ یہاں تک کہ اگر مزدور یاٹریڈیونینیں انہیں تلاش کر لیں تو وہ مہنگے ہیں اور مزدور انکی بھاری فیسیں ادا کرنے کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ بہت کم وکلاء ایسے ہیں جو پر مفاد عامہ میں بغیر فیس لئے کام کرنے کو تیار ہوتے ہیں۔

27 قومی صنعتی تعلقات کمیشن http://www.nirc.gov.pk/

- لیبر کورٹ کے زیادہ تر جج بھی مزدوروں اور آجروں کے تعلقات کے سیاق و سباق اور زمینی حقائق کو نہیں سمجھتے۔ وہ کارکنوں کے ساتھ متعصبانہ رویہ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ٹریڈ یونینوں کو ججوں کی جانب سے کاغذات پھینکنے اور عوامی سطح پر کھلے عام "بدعنوان" اور "عسکریت پسند" کہلائے جانے جیسے انتہائی تحقیر آمیز رویوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
- کارکنوں کو شکایت رہی ہے کہ مقدمات کا فیصلہ کرتے وقت عدالتیں آئین کی بنیادی حقوق کی دفعات کو بھی نظر انداز کرتے ہوئے کارکنوں کے خلاف موقف اختیار کرتی ہیں۔ بلوچستان ہائی کورٹ کے 2019 کے بلوچستان سرونٹ کنڈکٹ رولز 1979 کے تحت سرکاری اور نجی اداروں کی 62 ٹریڈ یونینوں کی رجسٹریشن منسوخ کرنے کے حکم کہ "سرکاری ملازمت میں شامل افراد کو یونین بنانے کی اجازت نہیں ہے"، کو ایک کیس کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ عدالت نے یہ حکم اس بات کو نظر انداز کرتے ہوئے منظور کیا کہ پورے پاکستان میں سرکاری محکموں میں ٹریڈ یونینز موجود ہیں۔ اس کے علاوہ عدالت نے آئینِ پاکستان کے آرٹیکل 17 سمیت مزدوروں کے یونین بنانے کے حق کے احترام کرنے کی ریاست کی ذمہ داری کو نظر انداز کیا جس میں ہر شہری کو صرف "پاکستان کی خودمختاری یا سالمیت، امن عامہ یا اخلاقیات کے مفاد میں قانون کے ذریعہ عائد کردہ معقول پابندیوں" کے تابع یونین بنانے کا حق دیا گیا ہے۔[28]

قومی صنعتی تعلقات کمیشن کا اٹھارویں ترمیم کے بعد کا کردار بھی شدید تنقید کی زد میں آتا ہے۔ IRA2012 (وفاقی حکومت کا احاطہ کرتے ہوئے) نے بین الصوبائی کاروباری اداروں اور دارالحکومت اسلام آباد میں کام کرنے والوں سے متعلق صنعتی تعلقات کو منضبط کیا ہے۔ IRA کے سیکشن (xxxii)2 میں 'بین الصوبائی' کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ 'کوئی بھی اسٹیبلشمنٹ، اسٹیبلشمنٹ کا گروپ یا صنعت جس کی شاخیں ایک سے زیادہ صوبوں میں ہوں'۔ جبکہ دفعہ 87 میں کہا گیا ہے کہ جہاں بین الصوبائی صنعتوں کا تعلق ہے وہاں IRA کا اثر غالب رہے گا۔ IRA2012[29] کے تحت قومی صنعتی تعلقات کمیشن بین الصوبائی اداروں میں تنازعات کے حل کے لئے متوازی قانونی فورم کے طور پر کام کرتا ہے۔ یہ لیبر کورٹس کے علاوہ ہے جو صوبائی صنعتی تعلقات کے قوانین کے تحت کام کرتی ہیں۔[30]

اٹھارویں ترمیم کے بعد قومی صنعتی تعلقات کمیشن سے متعلق ٹریڈ یونینوں کے اہم تنقیدی خدشات یہ ہیں:

- قومی صنعتی تعلقات کمیشن کو در اصل صنعتکاری اور ٹریڈ یونین اِزم دونوں پر توجہ دینے، آجر اور مزدور کے تعلقات کی تعمیر اور ادارہ جاتی ٹریڈ یونینوں کی تعلیم و تربیت کے لئے بنایا گیا تھا۔ مؤخر الذکر دو مقاصد ضائع ہو چکے ہیں جبکہ یہ نیم عدالتی انداز میں کام کر رہا ہے۔

---

28 آئی اے رحمان، "بلوچستان کے بدحال محنت کش" ڈان اخبار 10 اکتوبر 2019۔ https://www.dawn.com/news/1510056

29 نعیمہ قمر اور سراط یُونس، "صنعتی تعلقات ایکٹ 2012 کے چیلنج: دو اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے"، LUMS لا جرنل، والیم 4۔ https://sahsol.lums.edu.pk/law-journal/challenge-industrial-relations-act-2012-two-high-courts-respond

30 نعیمہ قمر اور سراط یُونس، "صنعتی تعلقات ایکٹ 2012 کے چیلنج: دو اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے"، LUMS لا جرنل، والیم 4۔ https://sahsol.lums.edu.pk/law-journal/challenge-industrial-relations-act-2012-two-high-courts-respond

- چونکہ یہ بھی لیبر کورٹ کے طور پر کام کرتی ہے، آجر محنت کش تنظیموں کو براہ راست صوبائی سطح پر لے جانے کی بجائے NIRC لے جاتے ہیں۔ اس سے یونینوں کے کم وسائل میں مزید اخراجات کا اضافہ ہوتا ہے۔
- ٹریڈ یونینز NIRC میں ریٹائرڈ اور کنٹریکٹ پر ججوں کی تقرری کی نشاندہی کرتی ہیں جو زیادہ تر مزدوروں کے حقوق کی حسّاسیت سے ناآشنا ہوتے ہیں اور نہ ہی انہیں اپنی فہم کو وسعت دینے کی کوشش کرتے دیکھا گیا ہے۔
- چونکہ قومی صنعتی تعلقات کمیشن بین الصوبائی ٹریڈ یونینوں کی رجسٹریشن کا بھی تعین کرتا ہے، آجر دوسرے صوبوں میں کاغذی دفتر کھول کر اپنی صوبائی ادارے کو بین الصوبائی قرار دے کر کاغذی یونین بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسلئے محنت کش تنظیمیں اس رجحان کا مقابلہ کرنے کے لئے صرف یونین ہیڈ کوارٹرز کی رجسٹریشن کے زون میں یونینوں کو رجسٹر کرنے کا مطالبہ کر رہی ہیں۔

2.5 ٹریڈ یونینز اور حالیہ پیش رفت

اختیارات کی منتقلی اور جی ایس پی + کی منظوری، گزشتہ دہائی میں دو اہم ترین پیش رفتیں ہیں جن میں تنظیم کی آزادی کو مستحکم کرنے کیلئے بہترین قانون سازی، عدم مرکزیت کا طریقہ کار جبکہ بنیادی حقوق سمیت کلیدی آئی ایل او معاہدات کے نفاذ کے لئے حقوق پر مبنی ڈھانچے کی زیادہ وابستگی کے ذریعے ٹریڈ یونینوں کے پاس احسن طور پر معاملات پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت موجود ہے۔ یہ حصّہ اختصار کے ساتھ مزدور تنظیموں کو ان دونوں پیش رفتوں کے انکے اپنے تجربے کو دستاویز کرتا ہے۔

اگرچہ اٹھارویں آئینی ترمیم کی تفصیلات پہلے حصّے میں فراہم کی گئی ہیں لیکن محنت کشوں کی تحریک کے لئے ترمیم کے بنیادی پہلوؤں کو یاد دلانا مناسب ہو گا۔

2.6 اٹھارویں آئینی ترمیم

اپریل 2010 میں منظور ہونے والی اٹھارویں آئینی ترمیم نے ان صوبوں کے دائرہ اختیار میں مذکورہ تمام معاملات کو منتقل کرتے ہوئے متوازی قانون سازی کی فہرست ختم کر دی جو اب قانون سازی اور اس پر عمل درآمد کی ذمہ داری سنبھالتے ہیں۔ کنکرنٹ لیجسلیٹیو لسٹ میں آئٹم نمبر 26 اور 27 کے طور پر بیان کردہ مزدور اور ٹریڈ یونینوں کی فلاح و بہبود سے متعلق معاملات بھی صوبوں کو منتقل کر دیئے گئے۔ اس کے نتیجے میں تمام صوبوں نے متعلقہ صنعتی تعلقات کے قوانین تیار کیے ہیں۔ صنعتی تعلقات ایکٹ 2012 (وفاقی حکومت کا احاطہ کرنے والے) کی منتقلی اور اس کے بعد کی ترقی کا NIRC پر کیا اثر پڑا ہے اس کا احاطہ علیحدہ حصّے میں کیا گیا ہے، یہ سیکشن اٹھارویں ترمیم کے تحت صنعتی تعلقات ایکٹ کے ٹریڈ یونینوں کے تجربے کو مختصر طور پر بیان کرے گا۔ جبکہ اٹھارویں آئینی ترمیم کے باعث صنعتی تنازعات کے بارے میں ابہام کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے LUMS لاء جرنل میں آرٹیکل "صنعتی تعلقات ایکٹ 2012 کے چیلنج: دو اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے" کا حوالہ بھی فراہم کیا گیا ہے۔

1. سندھ صنعتی تعلقات ایکٹ 2013 کا سیکشن 3(i) مزدور تنظیموں کو اداروں میں ملازم خواتین کو انکی متناسب نمائندگی کے ساتھ یونین کی مجلسِ عاملہ اور دیگر عہدوں پر نامزدگی کو ممکن بناتا ہے۔ جبکہ پنجاب صنعتی تعلقات ایکٹ 2010 میں بھی اسی طرح کی شق موجود ہے۔ تاہم مزدور امور کے ماہرین نے انٹرویو میں بتایا کہ خواتین کارکنوں سے متعلق قانون پر مناسب طریقے سے عمل درآمد نہیں کیا جاتا۔ مزدور یونینیں خود صِنفی نمائندگی پر سنجیدہ نہیں ہیں اور خواتین کی شمولیت کے خلاف مزاحمت کرتی ہیں۔
2. صوبائی صنعتی تعلقات کے قوانین ٹریڈ یونینوں میں صوبائیت کو فروغ دے رہے ہیں۔ محنت کش تنظیموں کو صوبوں تک محدود کر کے (بین الصوبائی یونینوں کے لئے علیحدہ رجسٹریشن کی ضرورت) یونینوں کے قومی ایجنڈے پر کام کرنے کو مسدود کر دیا گیا ہے۔
3. مزدور یونینز کا مطالبہ ہے کہ وفاقی حکومت، صوبائی لیبر قوانین کی ILO کی دفعات کے ساتھ مطابقت کی موئثر نگرانی کرے۔

2.7 ترجیحات کی عمومی اسکیم (جی ایس پی +)

پاکستان کو جی ایس پی + کا درجہ سال 2014 میں دیا گیا تھا۔ یہ یورپی یونین کی جانب سے ایک خصوصی اور غیر باہمی معاہدہ ہے جس میں ان ممالک کے لئے یورپی یونین کی مارکیٹ تک ترجیحی تجارتی رسائی دی گئی ہے جو بین الاقوامی تجارتی نظام کے اندر ناکافی انضمام کی وجہ سے معاشی طور پر غیر محفوظ سمجھے جاتے ہیں۔ یہ رعایت صرف ان ممالک کو دی جاتی ہے جو 27 بین الاقوامی انسانی حقوق، مزدوروں کے حقوق، پائیدار ترقی اور اچھی حکمرانی کے معاہدات کی توثیق کرتے ہیں اور ان کی نگرانی کے تقاضوں سے اتفاق کرنے کا عہد کرتے ہیں۔

اس حیثیت سے پاکستان کی تجارتی معیشت کو متعدد فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ دنیا کا سب سے بڑا تجارتی بلاک اور پاکستان کی ٹیکسٹائل مصنوعات–جو پاکستان کی کل برآمدات کا 60 فیصد سے زائد حصہ ہے، کی ایک بڑی منزل ہونے کی وجہ سے جی ایس پی + نے ملکی برآمدات میں 47 فیصد اضافہ کیا ہے[31]، برآمدات میں تنوع کو فروغ جبکہ سرمایہ کاری اور روزگار میں اضافے میں بھرپور تعاون کیا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ گزشتہ چار سالوں میں انسانی حقوق اور مزدوروں کے حقوق سے متعلق قانون سازی اور ادارہ جاتی فریم ورک کی بہتری میں مستقل پیش رفت ہوئی ہے۔ نگرانی کے مقصد کے لئے یورپی یونین، جی ایس پی + کی حیثیت کے حامل ممالک کے ساتھ ان تمام شعبوں میں مصروفِ عمل ہے جہاں عمل درآمد غیر تسلی بخش ہے۔

31 ڈیٹا 2019

یورپی یونین بھی انسانی حقوق اور مزدوروں کے حقوق کے معاہدات کے نفاذ کی نگرانی کے لئے بین الاقوامی تنظیموں اور ان کے مقامی نمائندوں کے ساتھ سرگرمِ عمل ہے۔ جی ایس پی + کے بارے میں محنت کشوں کی طرف سے نمایاں اہم نکات ذیل میں درج ہیں:

- اگرچہ پاکستان میں جی ایس پی + کو فعال ہوئے آٹھ برس ہو چکے ہیں تاہم محنت کش تنظیموں کو مزدوروں کے حقوق کی فراہمی کے لئے، خاص طور پر انجمن کی آزادی کے حق کے حوالے سے بہت کم بہتری نظر آتی ہے۔ وہ عملدرآمد کے لئے یورپی یونین کی جانب سے مستقل پیروی کے عمل کے نتیجے میں حکومت پر کچھ دباؤ ضرور دیکھتے ہیں۔ تاہم مزدور تنظیموں کے اندراج میں نمایاں بہتری کی عدم موجودگی کو جی ایس پی + کی ناکامی کی مثال کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔
- محنت کش یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ نگرانی کے عمل میں مزدوروں کی شرائط کے بارے میں رپورٹ کرنے کا عمل خارجی ہے۔ مزدور یونینوں کا کہنا ہے کہ انہیں اس بات کا ادراک نہیں کہ رپورٹ کیسے مرتب کی جاتی ہے اور یورپی یونین کے نگرانی کے طریقہ کار کو کس کی جانب سے مواد فراہم کیا گیا ہے۔
- مزدور تنظیمیں یورپی یونین کی نگرانی کے عمل پر کی بھی ناقد ہیں۔ انکے بقول یہ لاغر اور ناکافی ہے ستم ظریفی یہ کہ جہاں جی ایس پی + کی حیثیت آجروں کے لئے بے پناہ مالی فوائد اور معاشی استحکام لاتی ہے وہاں آجر مزدوروں کو منظّم ہونے کے حق پر قدغن لگاتے رہتے ہیں۔

حِصّہ سوم
مزدور تنظیموں اور فیڈریشنز کا تعارفی خاکہ

یہ حصہ پاکستان میں بڑی فیڈریشنوں اور مزدور تنظیموں کا تعارفی خاکہ پیش کرتا ہے۔ فیڈریشنز کی فہرست مختلف ذرائع سے اخذ کی گئی ہے جن میں مزدوروں کے حقوق کے ماہرین سے مشاورت، آئی ایل او کا مطالعہ "پاکستان میں ٹریڈیونین ازم اور صنعتی تعلقات کا پروفائل" اور پاکستان میں ٹریڈیونینوں کے بارے میں محمد زاہد اسلام کی کتاب سے لیا گیا ہے۔

یہ حصّہ فریڈرک ایبرٹ اسٹفٹنگ کے مطالبے کے باعث تیار کیا گیا ہے جس کے لئے پاکستان میں بڑی فیڈریشنوں اور یونینوں کی بنیادی تفصیلات، اہم خصوصیات، سیاسی وابستگیاں، انکی قوت اور کمزوریوں کی فہرست درکار تھی۔ اس ضمن میں تقریباً 60 سے زائد فیڈریشنوں اور یونینوں کو فون کالز کے زریعے رابطہ کیا گیا اور انہیں سوالات کی فہرست پیش کی گئی جن میں سے 28 کے قریب تنظیموں نے جواب دیا۔ سوالنامے پر فیڈریشنز اور یونینوں کے جواب کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا گیا ہے۔

یہ بات قابلِ توجہ رہے کہ فیڈریشنز اور یونینوں کی فراہم کردہ معلومات کو جوں کا توں بیان کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ وقت کی کمی اور تصدیق کے محدود ذرائع بھی ہیں۔ ٹھوس تجزیہ اخذ کرنا ایک بے حد وقت لینے والی مشق ہے جس کے لئے مختلف حرکیات کو سمجھنے کے لئے اداروں کے ساتھ وقت صَرف کرنا پڑتا ہے۔ اس مقالے کی محدود گنجائش کو دیکھتے ہوئے یہ کام ممکن نہیں تھا۔

ٹریڈیونینوں کے ساتھ کام کرنے والی غیر سرکاری تنظیموں اور اتحادیوں کی تفصیلات ان کی ویب سائٹس سے بھی حاصل کی جاسکتی ہیں۔

3.1 آل پاکستان لیبر فیڈریشن

آل پاکستان لیبر فیڈریشن کی کل 138 یونینز ہیں جن میں ٹیکسٹائل، معدنیات، گیس، ربڑ، پلاسٹک، بجلی کے شعبوں کے 30,4000 ممبران ہیں۔ اس کی جغرافیائی بنیاد کوئٹہ میں اسکے مرکزی دفتر کے ساتھ بلوچستان، جبکہ دیگر تمام صوبوں میں اسکے علاقائی دفاتر موجود ہیں۔

فیڈریشن کے صدر عبد الستار اور سیکرٹری جنرل سلطان خان ہیں جو کہ تنظیم کے سیاسی نظریات کو ترقی پسند قرار دیتے ہیں اور ان کا ایجنڈا مزدوروں کی انجمن سازی کے حق کو فروغ دینا ہے جبکہ وہ ناقص مالی وسائل کو اپنی سب سے بڑی کمزوری قرار دیتے ہیں۔ وہ نئی ٹریڈیونینوں کی حمایت کرتے ہیں جبکہ جعلی تنظیموں اور فیڈریشنوں کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ وہ پائلر کی نگرانی میں تشکیل دی جانے والی نئی مزدور کنفیڈریشن کا حصہ ہیں۔

آل پاکستان لیبر فیڈریشن کے اراکین آئی ایل او کے کردار کو متعصّبانہ اور محدود قرار دیتے ہوئے اس پر شدید تنقید کرتے ہیں۔

3.2 آل پاکستان لیڈی ہیلتھ ورکرز ایسوسی ایشن

آل پاکستان لیڈی ہیلتھ ورکرز ایسوسی ایشن لیڈی ہیلتھ ورکرز کی نمائندگی کرتی ہے۔ اس کے ممبران کے طور پر 100,000 سے زائد ہیلتھ ورکرز ہیں۔ بشریٰ آرائیں اس انجمن کی قیادت کر رہی ہیں۔

3.3 آل پاکستان آئل اینڈ گیس ایمپلائز فیڈریشن

آل پاکستان آئل اینڈ گیس ایمپلائز فیڈریشن کا قیام سال 2017 میں ہوا۔ اس میں 80 ملحقہ یونینز ہیں جو آئل اینڈ گیس ڈویلپمنٹ کمپنی، پاکستان اسٹیٹ آئل، سوئی سدرن گیس کمپنی، ، پاکستان ریفائنری لمیٹڈ، پاکستان پٹرولیم لمیٹڈ (PPL)، شیل پاکستان لمیٹڈ، پاک عرب ریفائنری کمپنی اور تیل اور گیس کے شعبے سے تعلق رکھنے والی دیگر یونینوں کے ملازمین کی نمائندگی کرتی ہے۔

فیڈریشن کے صدر جناب رشیل عالم ہیں جبکہ جنرل سیکریٹری سید اعجاز حسین شاہ بخاری ہیں، اسکے علاوہ فیڈریشن میں 30 عہدیدار بھی ہیں۔

فیڈریشن کا صدر دفتر اسلام آباد میں ہے جبکہ دیگر علاقوں سمیت کراچی، حیدرآباد، ملتان اور کوہاٹ میں اسکے علاقائی دفاتر ہیں۔ فیڈریشن ایک ہزار سے زائد کارکنوں والے علاقوں میں دفاتر قائم کرتی ہے۔

آل پاکستان آئل اینڈ گیس ایمپلائز فیڈریشن خود کو غیر سیاسی سمجھتی ہے اور اسے کسی نظریے کی حامی یا مخالف نہیں سمجھتی۔

فیڈریشن کا ایجنڈا تیل اور گیس کی ترقی کے شعبے سے تعلق رکھنے والے کارکنان کے مسائل کو حل کرنا ہے جن میں کنٹریکٹ سسٹم کا خاتمہ، ملازمین کو مستقل کروانا، مناسب تنخواہ اور کام کے حالات شامل ہیں۔

اس فیڈریشن کی قیادت اجتماعی سوداکار ایجنٹوں اور متعلقہ شعبے کی تنظیموں سے آتی ہے جبکہ فیڈریشن ہر دو سال بعد انتخابات کا انعقاد کرتی ہے۔

فیڈریشن مزدوروں کے حقوق کی حمایتی تحریکوں کی حمایت کرتے ہوئے ساتھی یونینوں اور فیڈریشنوں کے ساتھ مل کر کام کرتی ہے۔ فی الحال وہ حکومت کی قائم کردہ کسی کمیٹی کا حصہ نہیں ہے تاہم وہ بورڈ میں اپنے شعبے کے تعاون کی بنیاد پر ورکرز ویلفیئر فنڈ میں کارکنان کی نمائندگی کے خواہاں ہیں۔

اپنی طاقت اور کمزوریوں کے لحاظ سے وہ50,000 سے زائد کارکنوں اور اس شعبے میں واحد فیڈریشن کی اپنی حیثیت کو اہم قرار دیتے ہیں۔

تاہم تیل اور گیس فیلڈز دور دراز علاقوں میں ہونے کے باعث وہاں مزدوروں تک رسائی میں مشکلات ہوتی ہیں، جو کہ رابطوں، صلاحیت سازی اور کارکنوں کے لئے مہم چلانے کی راہ میں حائل ہوتا ہے۔

بین الاقوامی سطح پر یہ فیڈریشن انڈرسٹری آل گلوبل یونین سے وابستہ ہے۔

پتہ: 09، میز نائن فلور، منظور پلازہ، جناح ایونیو، بلیو ایریا اسلام آباد

3.4 آل پاکستان ٹریڈ یونین فیڈریشن

آل پاکستان ٹریڈ یونین فیڈریشن کا باقاعدہ اندراج سال 2004ء میں ہوا تھا، تاہم یہ 1940ء کی دہائی سے موجود تھی۔ عبدالرحمٰن شہید اور چودھری گلزار احمد فیڈریشن کے بانی رہنماؤں میں شامل تھے۔

فیڈریشن کے ریلوے، مختلف صنعتی شعبوں اور بلدیاتی اداروں وغیرہ کے 5000 ممبران ہیں۔ فیڈریشن کا صدر دفتر لاہور جبکہ پنجاب کے دیگر علاقوں کے علاوہ قصور اور گجرانوالہ میں بھی اس کے دفاتر ہیں۔

فضلِ واحد صدر، آئمہ محمود جنرل سیکرٹری، شبیر شاہ سینئر نائب صدر، چودھری ناصر انفار میشن سیکرٹری، حاجی عبدالغفور فنانس سیکرٹری ہیں۔

نظریاتی اعتبار سے فیڈریشن ارکان بائیں بازو کی طرف جھکاؤ رکھتے ہیں لیکن دائیں بازو کی طرف جھکاؤ رکھنے والے گروہ طاقتور ہو رہے ہیں۔

فیڈریشن کا کلیدی ایجنڈا کارکنوں کے تنظیم سازی کے حق کے گرد گھومتا ہے۔ وہ ٹریڈ یونینوں میں خواتین کی شرکت کو بھی ترجیح دیتے ہیں اور ٹریڈ یونین تحریک اور اس سے آگے فیصلہ سازی میں خواتین کی مساوی نمائندگی اور شرکت کے لیے کام کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

اپنی طاقت کے لحاظ سے وہ 1940 کی دہائی سے اپنے تجربے اور فعال ہونے کی حیثیت کو اپنی سب سے بڑی طاقت سمجھتے ہیں۔

وہ تسلیم کرتے ہیں کہ اندرونی تقسیم اور وسائل کی شدید کمی انکے بھرپور صلاحیت کے ساتھ کام کرنے کی راہ میں حائل رکاوٹ ہے۔ تنظیم کو وسعت دینے کی حکمت عملی کی کاوش بھی جاری ہے۔ فی الوقت ان کا کہنا ہے کہ وہ کٹھن وقت میں اپنی بقاء کی جدوجہد کر رہے ہیں۔

فیڈریشن اپنے ہم عصر فیڈریشنوں اور مزدور تنظیموں کے ساتھ اچھے تعلقات برقرار رکھتی ہے اور مختلف مصروفیات کے لئے PILER، ورکنگ وومن آرگنائزیشن (WWO) اور دیگر اداروں کے ساتھ بھی کام کرتی ہے۔ جبکہ فیڈریشن کے جنرل سیکرٹری پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے رکن بھی ہیں۔

پتہ: ہاؤس نمبر 93-اے، نواب ٹاؤن، رائے ونڈ روڈ، لاہور.

3.5 آل پاکستان ٹریڈ یونین آرگنائزیشن(APTUO)

آل پاکستان ٹریڈ یونین آرگنائزیشن (APTUO) سال 1976 میں تشکیل دی گئی جسکا ظہور پاکستان لیبر فیڈریشن سے ہوا تھا۔ ایس پی لودھی تنظیم کے جنرل سیکریٹری تھے۔ فی الحال حبیب الدین جنیدی اس تنظیم کے چیئرپرسن ہیں۔ اس میں سکھر اور حیدرآباد کی دس سے پندرہ یونینیں ہیں۔ قیادت کے مطابق اس کی از سرِ نو بحالی کی کوششیں کی جارہی ہیں۔

3.6 آل پاکستان یونائیٹڈ ایریگیشن ایمپلائز فیڈریشن

آل پاکستان یونائیٹڈ ایریگیشن ایمپلائز فیڈریشن کے ساتھ کل آٹھ 8 ملحقہ ادارے ہیں اور ایک اندازے کے مطابق 20,000 محنت کش بطور ممبر موجود ہیں۔ فیڈریشن چاروں صوبوں میں محکمہ آبپاشی کے ملازمین کا منحصر ہے۔ فیڈریشن کے صدر چوہدری عبدالرحمٰن آسی ہیں۔ وہ ڈومیسٹک ورکر فیڈریشن (پنجاب)، برک فیڈریشن (ایس ای سی جنرل) اور میونسپل کارپوریشن یونینز کے صدر بھی ہیں۔

فیڈریشن اس سے قبل پنجاب ایریگیشن ایمپلائیز فیڈریشن کے نام سے جانی جاتی تھی۔

فیڈریشن کا مرکزی دفتر محکمہ آبپاشی کے دفتر شیخوپورہ میں ہے جبکہ علاقائی دفاتر صوابی (خیبر پختونخواہ)، چمن (بلوچستان) اور سکھر (سندھ) میں ہیں۔ فیڈریشن بلوچستان کے مقابلے میں سندھ، پنجاب اور خیبر پختونخوا کو اپنی بنیاد مضبوط سمجھتا ہے۔

سیاسی نظریات کے اعتبار سے فیڈریشن ٹریڈ یونینوں کی سیاست میں شمولیت کے خلاف ہے ۔ وہ سیاسی جماعتوں کی بغل بچہ مزدور تنظیموں کی بھی حمایت بھی نہیں کرتے کیونکہ اس سے مفادات کا ٹکراؤ پیدا ہوتا ہے۔ مزدوروں کے لئے فیڈریشن کا اہم ایجنڈا اجرت میں تفاوت کو ختم کرنا اور افراطِ زر کے خلاف لڑنا ہے۔ فیڈریشن نے اپنے ایگزیکٹو بورڈ میں نوجوانوں کی شمولیت کو وسعت دینے کے لئے اپنے آئین میں ترمیم کی ہے۔ جبکہ خواتین کے مسائل کو اجاگر کرنے کے لئے خواتین کا علیحدہ ونگ بھی قائم کیا ہے۔ فیڈریشن کے عہدیداران، ناقص تعلیمی قابلیت اور محدود مالی وسائل کو اپنی کمزوری قرار دیتے ہیں۔

سوشل میڈیا کا صفحہ: فیڈریشن کی کوئی ویب سائٹ نہیں ہے، اور ان کے فیس بک پیج کا عنوان "Fight for workers right" ہے۔

3.7 آل پاکستان واپڈا ہائیڈرو الیکٹرک ورکرز یونین

آل پاکستان واپڈا ہائیڈرو الیکٹرک ورکرز یونین کے بجلی کے شعبے سے ایک لاکھ 60 ہزار ممبران ہیں جن میں GENCO، DISCO، NTDC اور ہائیڈرو پاور شامل ہیں۔ اس کی جغرافیائی رسائی پورے پاکستان میں ہے تاہم وہ سندھ اور پنجاب کو اپنا گڑھ قرار دیتی ہے۔

یونین کا صدر دفتر لاہور میں قائم ہے، تاہم فیصل آباد، گجرانوالہ، ملتان، پشاور، حیدرآباد، لاڑکانہ اور کوئٹہ سمیت تمام صوبوں میں علاقائی دفاتر قائم ہیں۔

یونین کے صدر عبداللطیف نظامانی ہیں جو صوبہ سندھ کے چیئرپرسن بھی ہیں۔ خورشید احمد سیکرٹری جنرل سینٹرل، رمضان اچکزئی بلوچستان کے چیئرپرسن، محمد اقبال خان چیئرپرسن خیبر پختونخواہ اور اقبال قائم خانی سندھ کے صوبائی جنرل سیکرٹری ہیں۔

آل پاکستان واپڈا ہائیڈرو الیکٹرک ورکرز یونین اپنے سیاسی نظریے کو ترقی پسند قرار دیتی ہے۔ تاہم اس ممبران کا تعلق بائیں اور دائیں دونوں گروہوں سے ہے جس میں کچھ مذہب کی جانب بھی مائل ہیں۔ یہ مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنا چاہتی ہے اور ممبران کو بہتر سہولیات اور فلاح و بہبود فراہم کرنے میں کوشاں ہے۔

یہ یونین پاکستان کی سب سے بڑی ٹریڈیونین مانی جاتی ہے اور یہ دیگر مزدور تحریکوں کی مدد و معاونت بھی کررہی ہے۔

یہ ایک فعال تنظیم ہے جس کے پاس سڑکوں پر متحرک ہونے کی مضبوط صلاحیت ہے۔ ان کے دیگر فیڈریشنوں اور یونینوں کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں۔ پائلر کے علاوہ وہ سول سوسائٹی کی دیگر تنظیموں کے ساتھ بھی کام کرتے ہیں اور پائلر / جناب کرامت علی کی جانب سے شروع کی جانے والی ورکرز کنفیڈریشن کی تشکیل کا حصہ ہیں۔ وہ آئی ایل او کے ساتھ بھی مل کر کام کرتے ہیں۔ یونین کے صدر لطیف نظامانی کو گزشتہ کئی سالوں سے جنیوا میں آئی ایل او کی لیبر کانفرنسوں میں مدعو کیا جاتا رہا ہے۔

3.8 فیصل آباد لیبر فیڈریشن

فیصل آباد لیبر فیڈریشن کے ارکان کی تعداد 5659 ہے۔ اس میں دیگر شعبوں کے علاوہ ٹیکسٹائل ورکرز بھی شامل ہیں۔ اس کی جغرافیائی بنیاد فیصل آباد میں ہے۔ اس کی قیادت میں چیئرمین احمد علی رانا، صدر محمد اسلم وفا جب کہ جنرل سیکرٹری ملک محمد افضل ہیں۔

فیصل آباد لیبر فیڈریشن کی بنیاد رکھنے اور اکی قیادت کا سہرا جناب اسلم وفا کے سر ہے۔ انہوں نے ٹیکسٹائل، WASA اور فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی (FDA) سمیت مختلف شعبوں کی نمائندگی کی ہے۔

فیڈریشن کی خصوصیات پنجاب فیڈریشن آف لیبر یونینز جیسی ہیں۔ یہ اپنی طاقت کو پنجاب میں مضبوط موجودگی، وسائل کی کمی اور ناہموار سیاسی ماحول کو اپنی کمزوری قرار دیتا ہے۔

پتہ: ہیڈ آفس جمال مارکیٹ، چنیوٹ بازار، فیصل آباد۔

3.9 ہوم بیسڈ وومن ورکرز فیڈریشن

ہوم بیسڈ ویمن ورکرز فیڈریشن کا قیام سال 2009 میں ہوا۔ اس کے 4000 ارکان ہیں۔ ان کے دفاتر پورے سندھ میں ہیں اس کے علاوہ ملتان، فیصل آباد، راولپنڈی (پنجاب) حب اور کوئٹہ (بلوچستان) میں بھی دفاتر قائم کیے گئے ہیں۔ فیڈریشن کی جنرل سیکرٹری محترمہ زہرہ خان ہیں۔

ہوم بیسڈ ویمن ورکرز فیڈریشن، گھریلو ملازمین کی قانونی سب کمیٹی کا حصہ رہی ہے۔ وہ سندھ میں 2017 کی کمیٹی برائے لیبر پالیسی میں بھی شامل تھی۔ مزید بر آں وہ سندھ سہ فریقی قائمہ کمیٹی، کم از کم اجرت کمیٹی اور خواتین زرعی مزدوروں سے متعلق قانون میں شامل ہیں۔ فیڈریشن نے سندھ بھر میں گھروں میں مقیم تمام کارکنوں کی رجسٹریشن پر بھی معاونت کی۔ مزید بر آں، اس نے کپڑے کے صنعت سے وابستہ کارکنوں کے لئے کم از کم اجرت پر بھی کام کیا ہے۔ فیڈریشن مزدوروں کی شکایات کے لئے سندھ کے محکمہ محنت کے ساتھ بھی مصروفِ عمل ہے اور ایک منظم شکایتی نظام کو اپنی طاقت سمجھتی ہے۔

فیڈریشن قومی صنعتی تعلقات کمیشن کی پالیسی کے مطابق انتخابات منعقد کرواتی ہے۔ اس میں ایک جنرل باڈی اور ایگزیکٹو کمیٹی بھی موجود ہے۔ وہ سالانہ آڈٹ اور سالانہ کنونشنز کا انعقاد بھی کرواتی ہے جبکہ تنظیمی معاملات کو چلانے کے لئے ماہانہ اجلاسوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

HBWWF رکنیت پر مبنی فیڈریشن ہے، جسکی فیس ممبران ادا کرتے ہیں۔ جبکہ وسیع پیمانے پر سرگرمیوں کے لئے بیرونی اداروں جیسے صنعتی یونینوں، ہوم نیٹ انٹرنیشنل، کلین کلاتھ کمپین یا پھر (جغرافیائی) علاقے کے اندر عام لوگوں سے فنڈز اکٹھے کیے جاتے ہیں۔ تربیت کے لئے HBWWF کلین کلاتھ کمپین کی مدد بھی لیتی ہے۔

ہوم بیسڈ ویمن ورکرز فیڈریشن، انڈسٹری آل گلوبل، کلین کلاتھ کمپین، ہوم نیٹ انٹرنیشنل، ہوم نیٹ ساؤتھ ایشیا، ورلڈ فیڈریشن آف ٹریڈ یونینز اور نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن سے بھی وابستہ ہے۔

3.10 اتحاد لیبر یونین کارپٹ انڈسٹری پاکستان

اتحاد لیبر یونین کارپٹ انڈسٹری پاکستان میں کارپٹ بُنائی اور پاور لومز سیکٹرز کے 2200 مزدور اراکین ہیں۔ اس کی جغرافیائی رسائی پنجاب اور سندھ (زیادہ تر کراچی) تک پھیلی ہوئی ہے۔ یونین کے صدر داؤد خان اور جنرل سیکرٹری نیاز خان ہیں جو ٹیکسٹائل پاور لومز اینڈ گارمنٹ ورکرز فیڈریشن کے جنرل سیکرٹری بھی ہیں۔

قیادت ٹیکسٹائل کے شعبے سے آتی ہے۔ یونین کا صدر مقام لاہور جبکہ کراچی میں ایک علاقائی دفتر قائم ہے۔

سیاسی وابستگی کے لحاظ سے وہ خود کو ترقی پسند قرار دیتے ہیں۔ وہ ٹیکسٹائل ہوزری اور پاور لومز کے ساتھ اپنے قریبی تعلق کو اپنی طاقت سمجھتے ہیں۔ تاہم یونین مالی طور پر غیر مستحکم ہے۔

اتحاد لیبر یونین کارپٹ انڈسٹری بھی انڈسٹری آل گلوبل یونین کی رکن ہے۔

3.11 لیبر قومی موومنٹ

لیبر قومی موومنٹ (ایل کیو ایم) ایک غیر روایتی مزدور تنظیم ہے جو کہ ٹیکسٹائل اور گارمنٹس ورکرز پر آجروں کے بڑھتے ہوئے استحصال کے خلاف احتجاج کے طور پر اکتوبر سال 2003 میں مزدور قوت بن کر ابھری۔ یہ تنظیم باضابطہ طور پر ٹریڈ یونین یا فیڈریشن کے طور پر رجسٹرڈ نہیں ہے تاہم اسے متعلقہ سرکاری محکموں، آجروں اور دیگر متعلقہ اسٹیک ہولڈرز کی طرف سے مزدور تحریک کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔

ایل کیو ایم نے مختلف شعبوں کے مزدوروں کو منظم کیا ہے جن میں گارمنٹس، ٹیکسٹائل، اینٹوں کے بھٹہ مزدور، سینیٹری، گھریلو ملازمین، گھریلو ملازمین سمیت لیڈی ہیلتھ ورکر وغیرہ شامل ہیں۔ اس نے 18 مزدور یونینز بنانے میں معاونت فراہم کی۔

لیبر قومی موومنٹ کے مطابق اس کے فیصل آباد، جھنگ، چنیوٹ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، ننکانہ صاحب، حافظ آباد، ملتان، وہاڑی، مظفر گڑھ، لیہ اور خانیوال میں جغرافیائی رسائی کے ساتھ ساتھ چھ سے سات لاکھ ممبران ہیں۔ تحریک کی 21 رکنی مرکزی کونسل ہے جس میں خواتین کا بھی کافی حصہ ہے۔

ایل کیو ایم رکنیت پر مبنی تنظیم ہے جو کہ اپنے ممبران سے ماہانہ فیس وصول کرتی ہے اور جسے وہ فنڈز کا واحد ذریعہ قرار دیتی ہے۔ تحریک نے فنڈز جمع کرنے اور کارکنوں کو معاونت کے لئے ہر شعبے میں چھوٹے کرائے کے دفاتر قائم کیے ہیں اگر انہیں تحریک سے کسی بھی قسم کی مدد درکار ہو۔

سڑکوں پر منظم تحریک چلانا ایل کیو ایم کا خاصّہ ہے۔ اگرچہ یہ تحریک خود ایک غیر رجسٹرڈ تنظیم ہے اور وہ ایسا رہنا بھی چاہتی ہے لیکن اس نے اینٹوں کے بھٹوں، پاورلومز اور گارمنٹس سیکٹر جیسے دیگر شعبوں میں اپنی تحریک کے زریعے مزدوروں کو فعال کیا ہے۔ اس نے فیصل آباد میں سہ فریقی پلیٹ فارم بھی قائم کیا ہے جس میں آجروں اور سرکاری محکمے کے عہدیداروں کو اکٹھا کیا گیا ہے تاکہ اجرت کی ادائیگی، کام کے اوقات وغیرہ جیسے مزدور مسائل کو حل کیا جاسکے۔

سڑکوں پر اپنی مضبوط احتجاجی صلاحیت کے علاوہ لیبر قومی موومنٹ نے فیصل آباد میں صوبائی محکمہ محنت کے ساتھ ساتھ سوشل سیکیورٹی اور EOBI کے دفاتر کے رابطوں کا نظام بھی استوار کیا ہے۔ یہ رابطے مزدوروں کے چھوٹے درجے کے مسائل کو حل کرنے میں معاون جبکہ محنت کشوں کے باہم تعاون میں بھی مددگار ثابت ہوئی ہے۔ ایل کیو ایم نے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے کارکنان کو منظّم کرنے کے ساتھ ساتھ انکے اندر تنظیمی اور متحرک رہنے کی صلاحتوں میں بھی نکھار پیدا کیا ہے جبکہ اس ضمن میں سب سے اہم اشتراک فیصل آباد کی پاورلومز اور اینٹوں کے بھٹے کے مزدوروں کے مابین رہا ہے۔ لیبر قومی موومنٹ کی تحریکی صلاحیت اور احتجاجی مظاہروں کی حکمت عملی پر بھی متعدد تحقیقیں کی گئی ہیں۔

غیر رجسٹرڈ تنظیم کی حیثیت ہونے کے باعث تحریک کسی بین الاقوامی کنفیڈریشن یا اتحاد کا حصہ نہیں ہے۔

3.12 محنت کش لیبر فیڈریشن

فیڈریشن کے 11 ملحقہ تنظیموں سمیت چینی، کپاس اور تعمیراتی شعبے میں 20,000 کارکنان موجود ہیں۔

اس شعبے کا جغرافیائی ارتکاز مردان، صوابی، نوشہرہ اور سوات میں ہے۔ فیڈریشن کا مرکزی دفتر مردان جبکہ مردان، نوشہرہ اور صوابی میں اس کی جڑیں کافی مضبوط ہیں۔

فیڈریشن کے صدر ابراراللہ ہیں جو فیڈریشن کے بانی بھی ہیں (لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی معاونت سے) اور جنرل سیکرٹری شفیق زمان ہیں۔

فیڈریشن اپنا جھکاؤ بائیں بازو کی جانب وضع کرتی ہے جبکہ اپنے کلیدی ایجنڈے کو ملازمتوں سے جبری بے دخلی سے ملازمین کا تحفظ، ان کے استحقاق کے لئے جدوجہد اور غیر رسمی شعبے کو باضابطہ بنانے کے طور پر ظاہر کرتے ہیں۔

قوت کے لحاظ سے فیڈریشن اپنے مضبوط نیٹ ورک کو اپنی طاقت قرار دیتی ہے۔ مالی وسائل کی کمی، آجروں کا دباؤ اور فیڈریشن کی صفوں میں آجروں کے حامی دھڑوں کی جانب سے پھوٹ پیدا کرنے کی کوششوں کو ایک چیلنج قرار دیا گیا ہے۔

فیڈریشن کے متحدہ لیبر فیڈریشن کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں۔ تاہم اس کے پاکستان ورکرز فیڈریشن کے ساتھ واضح طور پر اختلافات ہیں۔ یہ لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے ساتھ مل کر کام کرتی ہے جسے وہ اپنا حامی سمجھتی ہے جبکہ فیڈریشن کے صدر تین سال تک ورکرز ویلفیئر بورڈ کی گورننگ باڈی کے رکن بھی رہے ہیں۔

پتہ: ہاؤس نمبر 122، لیبر کالونی تخت بھائی، تحصیل تخت بھائی، ضلع مردان - خیبر پختونخواہ۔

3.13 متحدہ لیبر فیڈریشن

متحدہ لیبر فیڈریشن کا قیام سال 1988 میں کچھ مقامی / علاقائی فیڈریشنوں کے انضمام کی صورت میں ہوا تھا۔

متحدہ لیبر فیڈریشن کے پاکستان میں ٹیکسٹائل، فوڈ اور انجینئرنگ کے شعبوں میں مجموعی طور پر ایک لاکھ 41 ہزار سے زائد ممبران ہیں۔ ممبران کا جغرافیائی ارتکاز بنیادی طور پر کراچی، حیدرآباد، لاہور، گجرانوالہ، شیخوپورہ، چنیوٹ، ملتان، جہلم اور فیصل آباد سے ہے۔ فیڈریشن کا ہیڈ آفس کراچی جبکہ اسکے صوبائی ہیڈ کوارٹرز کوئٹہ، حیدرآباد، لاہور اور پشاور میں ہیں۔ مقامی دفاتر ملتان، جہلم، جوہر آباد اور منڈی بہاؤالدین میں واقع ہیں۔ MLF صوبہ سندھ کو اپنا گڑھ سمجھتی ہے کیونکہ وہ پنجاب میں اسے یونین سازی کے زوال پذیر رجحانات کا سامنا ہے۔

متحدہ لیبر فیڈریشن خود کو ایک ترقی پسند نظریاتی تنظیم قرار دیتی ہے جس کا مقصد مزدور طبقات کے لئے کام کرنا، مزدوروں کی فلاح کی قانون سازی کو فروغ دینا اور کارکنوں کو سماجی اور سیاسی طور پر بااختیار بنانا شامل ہے۔ وہ اپنی تنظیمی قوت کی وجہ اپنے

مضبوط اندرونی ڈھانچے اور ترقی پسند نظریے بیان کرتے ہیں جبکہ کمزوریوں کے لحاظ سے MLF نئی قیادت کی عدم موجودگی اور فنڈز کی کمی کی وجہ سے عاجز دکھائی دیتی ہے۔

فیڈریشن، سول سوسائٹی اور ٹریڈیونینز کے اتحادیوں جیسے پ PILER، HRCP اور ساؤتھ ایشیا پارٹنرشپ (SAP) پاکستان کے ساتھ بھی مصروفِ عمل رہتی ہے۔ جبکہ خطہِ برصغیر میں وہ ساؤتھ ایشیا لیبر فورم کے ساتھ بھی کام کرتی ہے اسکے علاوہ وہ پاکستان ورکرز کنفیڈریشن (اعوان گروپ) کا بھی حصہ ہیں۔

3.14 نیشنل لیبر کونسل

مزدور تنظیموں کو ایک پلیٹ فارم پر مجتمع اور منظم کرنے کے لئے پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیبر ایجوکیشن اینڈ ریسرچ کے زیر قیادت یہ کاوش ہے۔

تاوقت ٹریڈیونین کے تجربہ کار مزدور رہنما جناب کرامت علی نیشنل لیبر کونسل کے سیکرٹری اور واپڈا ہائیڈرو یونین کے جناب عبداللطیف نظامانی NLC کے کنوینر ہیں۔

نیشنل لیبر کونسل 70 فیصد سے زائد محنت کش تنظیموں کو اپنے پلیٹ فارم پر لانے میں کامیاب ہو چکی ہے، یہ آل پاکستان ورکرز کنفیڈریشن کو ورکرز کی اکثریتی کنفیڈریشن بنانے میں سرگرمِ عمل ہے۔

3.15 نیشنل لیبر فیڈریشن

نیشنل لیبر فیڈریشن کی 400 یونینز ہیں جو کہ سال 1969 میں قائم ہوئی، یہ صنعتی، سرکاری شعبے، ٹیکسٹائل، کانوں، بلدیاتی اداروں کی صوبائی اور قومی سطح کی یونینیں ہیں۔ نیشنل لیبر فیڈریشن اپنے ممبران، اس کی شعبۂ جاتی رسائی اور کارکنوں میں اس کے مضبوط نیٹ ورک کی بدولت سب سے بڑی فیڈریشن ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔

اس کا صدر دفتر لاہور میں قائم ہے جبکہ تمام صوبوں میں اسکے صوبائی دفاتر قائم کیے گئے ہیں جبکہ ایک کیمپ آفس اسلام آباد میں ہے اسکے علاوہ حیدرآباد، سکھر اور ڈیرہ غازی خان میں بھی اسکے دفاتر موجود ہیں۔

فیڈریشن کے موجودہ صدر شمس الرحمٰن جبکہ شاہد ایوب سیکرٹری جنرل ہیں۔

شمس الرحمٰن دوسری بار صدر کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ وہ پہلے ہیوی مکینیکل کمپلیکس ٹیکسلا میں ملازم تھے۔ اسکے قبل دیگر تنظیموں جیسے پاکستان اسٹیل ملز اور پی آئی اے سے بھی صدور آئے ہیں۔

نیشنل لیبر فیڈریشن کو جماعت اسلامی کا قریب سمجھا جاتا ہے، ایسی جماعت جس کے متعلق ان کا کہنا ہے کہ وہ فیڈریشن کے نظریات سے ہم آہنگ ہے۔ فیڈریشن "اسلامی نظام" کی حامی ہے۔ تنظیم کے اغراض و مقاصد مزدوروں کے حقوق کا فروغ، خاص طور پر یونین سازی اور مساوات کا حق سمیت ٹھیکے داری نظام کے خاتمے کی جدوجہد ہے۔

این ایل ایف اپنے جمہوری نظام اور مستقل انتخابی عمل کو اپنی طاقت سمجھتی ہے جبکہ عہدیداران اپنے معمولی وسائل کو اپنی کمزوری قرار دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنی رسائی بڑھانے میں نااہلی محسوس کرتے ہیں۔

این ایل ایف کے دیگر تنظیموں اور فیڈریشنز کے ساتھ اچھے عملی تعلقات ہیں۔ یہ اپنے ممبران کی صلاحیت سازی کے لئے ورکرز ایجوکیشن ٹرسٹ کے ساتھ کام کرتا ہے۔

سوشل میڈیا صفحہ : https://www.facebook.com/NLFPAK1/

3.16 نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن

نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن کے 62 ملحقہ ادارے ہیں جن کی رکنیت کی تعداد 80,000 ہے۔ اس کے اراکین کا تعلق سرکاری اداروں، خدمات، زراعت، موٹر گاڑی، دھات، جہاز توڑنے، جہاز سازی، کانوں، ٹیکسٹائل کیمیکلز، دواسازی، ٹیکسٹائل گارمنٹس سمیت دیگر شعبوں سے ہے۔

NTUF کی تمام صوبوں میں موجودگی ہے تاہم سندھ اور بلوچستان سمیت پنجاب کے کچھ حصوں میں اس کی بنیاد مضبوط ہے۔ ان کا ہیڈ آفس کراچی میں قائم ہے۔ دیگر دفاتر بلوچستان کے حب، گڈانی، پسنی جبکہ پنجاب میں فیصل آباد، راولپنڈی اور حسن ابدال میں ہیں۔

فیڈریشن کے صدر رفیق بلوچ، جنرل سیکرٹری ناصر منصور جبکہ نائب صدر سعیدہ خاتون ہیں۔ اس کے چیئرپرسن توفیق احمد ہیں۔ تنظیم کی قیادت ٹیکسٹائل، سمندری، کیمیائی اور برقی پیداواری شعبوں سے منتخب کی جاتی ہے۔

نظریے کے لحاظ سے نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن اپنے ارتقاء کے ساتھ ہی سے اپنا جھکاؤ بائیں بازو کی جانب بیان کرتی ہے جبکہ اسکے ممبران کے لئے اس کا کلیدی ایجنڈا آئی ایل او معاہدات کا نفاذ اور مزدوروں کی رسمی شکل کو فروغ دیناہے۔

نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن پائلر، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق اور ایدھی فاؤنڈیشن کے ساتھ مل کر کام کرتی ہے۔ اسکے عہدیداران مزدوروں اور سول سوسائٹی کے حقوق کی وسیع تر تحریکوں میں شامل ہونے اور سرگرمیوں کی حمایت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔

سندھ میں NTUF محکمہ محنت سندھ میں لیبر قائمہ کمیٹی اور سہ فریقی زونل کمیٹیوں کا بھی حصہ ہے۔

بین الاقوامی سطح پر یہ کلین کلاتھ کمپین (CCC)، انڈسٹری آل گلوبل یونین اور ایشیا فلور ویج کے ساتھ کام کرتی ہے۔

نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن کی صفوں میں سال 17-2016 میں تقسیم ہوگئی تھی جس کے باعث اسکی ہم نام ایک متوازی فیڈریشن قائم کرلی گئی تھی تاہم اب اس تقسیم کو حل کر لیا گیا ہے جبکہ عہدیداران اس سارے مسئلے کے لئے قومی صنعتی تعلقات کمیشن کو موردِ الزام ٹھہراتے ہیں۔

سوشل میڈیا صفحہ:

https://www.facebook.com/National-Trade-Union-Federation-NTUF-1594302000818483

3.17 پاکستان سینٹرل مائنز لیبر فیڈریشن

پاکستان سینٹرل مائنز لیبر فیڈریشن کی سونے، جپسم، کرومائٹ اور کوئلے کی کانوں میں 38 یونینز ہیں جن ایک لاکھ 53 ہزار ممبران ہیں۔ ان کی فیڈریشن بلوچستان میں قائم ہے جس کا مرکزی دفتر کوئٹہ میں ہے۔

فیڈریشن کے صدر سلطان خان جبکہ سیکرٹری جنرل عبدالستار ہیں۔ انکی قیادت معدنیات اور کانوں کے شعبوں سے آئی ہے۔ وہ اپنے اہم ایجنڈے کو غیر منظّم کارکنوں کو منظم کرنے اور کارکنوں کے لئے فلاحی فوائد کو فروغ دینے کے طور پر بیان کرتے ہیں۔

وہ نئی قیادت کی عدم موجودگی کو اپنی کمزوری قرار دیتے ہیں جبکہ وہ ٹریڈ یونینوں کے درمیان اتحاد کے فقدان کو بھی بڑی رکاوٹ قرار دیتے ہیں۔

پاکستان سینٹرل مائنز لیبر فیڈریشن تمام ٹریڈ یونینز اور فیڈریشنز کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہتی ہے۔ تاہم آئی ایل او کے صرف ایک فیڈریشن کے ساتھ کام کرنے کا الزام لگاتے ہوئے ادارے کے بارے میں انہوں نے منفی نقطہ نظر پیش کیا ہے۔ اسکے علاوہ فیڈریشن صوبائی محکمہ محنت کی جانب سے انہیں وسائل کے انتظام پر غیر نمائندہ اور غیر ذمہ دار قرار دینے پر بھی شدید نالاں ہے۔

3.18 پاکستان ہائیڈرو الیکٹرک ورکرز یونین

یونین کے 150,000 ممبران ہیں جن کے دفاتر اسلام آباد، صوبائی، ڈویژنل اور زونل سطح پر ہیں جبکہ اس کی ایگزیکٹو کمیٹی کے 65 ارکان ہیں۔ یونین کے بقول اسکے انتخابات ہر دو سال بعد منعقد ہوتے ہیں۔ یونین واپڈا کے ملازمین پر محیط ہے اور اس کی رکنیت پورے پاکستان میں موجود ہے۔

یونین کے صدر عبدالطیف نظامانی، جنرل سیکرٹری خورشید احمد خان، بلوچستان کے شہر کوئٹہ میں مرکزی جوائنٹ صدر حاجی رمضان اچکزئی جبکہ پشاور میں جوائنٹ سیکرٹری اقبال خان ہیں۔

دفتر: 28 نسبت روڈ، بختیار لیبر ہال، لاہور۔

ویب سائٹ: /http://apwhewu.org.pk

3.19 پاکستان ورکرز فیڈریشن

پاکستان ورکرز فیڈریشن (PWF) کے 500 ملحقہ تنظیمیں ہیں۔ پی ڈبلیو ایف مقامی سرکاری اداروں کے کارکنوں، سی ڈی اے سمیت ترقیاتی حکام اور صنعتی شعبے سمیت مختلف شعبوں کی نمائندگی کرتی ہے۔

اسکے دفاتر تمام صوبوں میں ہیں جبکہ پی ڈبلیو ایف کا ہیڈ آفس اسلام آباد میں کیپیٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی (سی ڈی اے) ورکرز یونین کے دفتر میں واقع ہے جبکہ علاقائی دفاتر اسلام آباد (آبپارہ)، لاہور، ملتان، پشاور، بنوں، کراچی، حیدرآباد اور کوئٹہ میں قائم ہیں۔

پی ڈبلیو ایف کے صدر چودھری نسیم اقبال، سیکرٹری جنرل چودھری محمد یاسین، چیئرپرسن عبدالسلام بلوچ، فنانس سیکرٹری ملک اکرام اور چیئرمین اسٹیئرنگ کمیٹی ظہور اعوان ہیں۔

پاکستان ورکرز فیڈریشن کا تاریخی ارتقاء سال 1952 میں پاکستان کے شمالی اور جنوبی حصوں کی لیبر فیڈریشنوں کے انضمام سے لگایا جاسکتا ہے۔ اپنے ابتدائی سالوں میں پی ڈبلیو ایف کی قیادت چودھری رحمت علی کر رہے تھے۔

بعد ازاں اس کی قیادت واپڈا سے تعلق رکھنے والے ٹریڈ یونین کے تجربہ کار رہنما خورشید احمد اور ظہور اعوان نے کی۔

نظریاتی طور پر پی ڈبلیو ایف جمہوریت اور مکالمے کی حامی ہے۔

پاکستان ورکرز فیڈریشن نے کارکنوں کے تمام طبقات کے سماجی تحفظ اور غیر رسمی کارکنوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے کام کرنے کو اپنے بنیادی ایجنڈے کے طور پر بیان کیا ہے۔ مزدوروں کی سب سے پرانی نمائندہ تنظیموں میں سے ایک ہونے کی وجہ سے پی ڈبلیو ایف کی ایک ممتاز حیثیت ہے اور اس کا مضبوط علاقائی پھیلاؤ اسکی اہم طاقت ہے۔

پی ڈبلیو ایف مالی بحران کو اپنی کمزوری کے طور پر گردانتی ہے، پاکستان بھر کے مزدور ٹریڈ یونینوں کی مضبوطی میں مالی تعاون کرنے کے قائل نہیں ہیں جس کی وجہ سے فیڈریشن مزدوروں کے حقوق کے لئے موثر طریقے سے کام کرنے سے قاصر ہوتی ہے۔

پی ڈبلیو ایف کے دیگر مزدور نمائندہ تنظیموں جیسے نیشنل لیبر فیڈریشن، پاکستان ورکرز کنفیڈریشن، متحدہ لیبر فیڈریشن وغیرہ کے ساتھ مضبوط تعلقات ہیں۔

3.20 پیپلز لیبر بیورو / فیڈریشن

پیپلز لیبر بیورو / فیڈریشن پاکستان پیپلز پارٹی کا لیبر ونگ ہے۔ اگرچہ یہ قومی صنعتی تعلقات کمیشن میں رجسٹرڈ نہیں ہے لیکن یہ ٹریڈ یونین فیڈریشنز کی طرز پر کام کرتا ہے۔ ان کی ایک مجلسِ عاملہ ہے اور اس سے ملحقہ تنظیمیں رجسٹرڈ یا پھر سی بی اے ٹریڈ یونینز ہیں۔

پاکستان پیپلز پارٹی کے علاوہ لیبر ونگز والی دیگر مرکزی دھارے کی سیاسی جماعتیں جماعت اسلامی (نیشنل لیبر فیڈریشن)، پاکستان مسلم لیگ ن (لیگ ورکرز فیڈریشن) اور پاکستان تحریک انصاف (انصاف لیبر ونگ) ہیں۔

پیپلز لیبر بیورو صوبہ سندھ کا احاطہ کرتا ہے۔ اس کے صدر حبیب الدین جنیدی کو پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرپرسن نے نامزد کیا ہے۔ فیڈریشن کی سندھ بھر سے 50 ملحقہ تنظیمیں ہیں جبکہ دیگر صوبوں میں پیپلز لیبر بیورو کے دفاتر کو دوبارہ منظم کیا جارہا ہے۔

پی ایل بی میں جن اہم شعبوں کی نمائندگی ہے ان میں پاکستان اسٹیل ملز یونین، پی آئی اے، پورٹ قاسم اتھارٹی، اسٹیٹ بینک آف پاکستان سی بی اے، ڈاک لیبر یونین، کراچی پورٹ ٹرسٹ، ورکرز ویلفیئر بورڈ اور سوشل سکیورٹی سی بی اے سمیت دیگر شامل ہیں۔

پیپلز لیبر بیورو کا قیام سال 1986 میں ہوا، اس کا مرکزی دفتر کراچی جبکہ علاقائی دفاتر سندھ بھر کے ڈویژن اور اضلاع میں موجود ہیں جبکہ کچھ دفاتر پارٹی دفاتر کے ساتھ ہی ضم ہیں۔

وہ اپنی سیاسی جماعت کو اپنے لئے بنیادی طاقت تصور کرتے ہیں، جس کے باعث وہ سندھ اسمبلی میں مزدوروں کے مسائل کو بہتر انداز سے پیش کر سکتے ہیں۔ پی ایل بی صوبہ سندھ پر برسر اقتدار جماعت پیپلز پارٹی کے متعارف کروائے گئے مزدور دوست قوانین کا سہرا بھی اپنے سر لیتی ہے۔

پیپلز لیبر بیورو اپنے نظریے کو پیپلز پارٹی یعنی اعتدال پسند کے نظریے کے مطابق بیان کرتا ہے۔ مزدوروں کے لئے اس کا اہم ایجنڈا سیاسی وابستگی سے قطع نظر کارکنوں کو منظم کرنا ہے۔ اس کے علاوہ مزدوروں دوست قانون سازی کو فروغ دینا اور مزدوروں کی قانون سازی پر عمل درآمد کو بھی مقاصد میں شمار کیا جاتا ہے۔ وہ سندھ حکومت کی جانب سے لیبر قانون سازی میں پیش رفت اور دسمبر 2017 میں سندھ میں پہلی صوبائی سہ فریقی کانفرنس کے انعقاد جیسے اقدامات کا بھی سہرا اپنے سر لیتے ہیں۔

اگرچہ مزدور گروہوں میں سیاسی جماعتوں سے وابستگی کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے لیکن پیپلز لیبر بیورو اسے محنت کشوں کا حق سمجھتی ہے کہ وہ کسی سیاسی جماعت کے ساتھ وابستہ ہوں اور مزدوروں کے مقصد کو تقویت دینے کے لئے پارٹی کے پلیٹ فارم کا استعمال کریں۔

پیپلز لیبر بیورو ملکی و بین الاقوامی اداروں کے ساتھ کام کرتی ہے۔

پتہ: پیپلز سیکریٹریٹ، نزد مزارِ قائد، کراچی

گروہ بندی:

پاکستان ورکرز فیڈریشن سال 2005 میں تین سرکردہ قومی سطح کی فیڈریشنز پاکستان فیڈریشن آف لیبر (APFOL)، آل پاکستان فیڈریشن آف ٹریڈ یونینز (APFTU) اور پاکستان نیشنل فیڈریشن آف ٹریڈ یونینز (PNFTU) کے انضمام کے نتیجے میں وجود میں آئی تھی۔

فیڈریشن سال 2005 میں ایبٹ آباد چارٹر کے نتیجے میں باضابطہ ہونے سے 10 سال پہلے سے کام کر رہی تھی۔ تجربہ کار مزدور رہنماء جناب خورشید احمد نے 17 سال تک اسکے چیئرپرسن کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ فیڈریشن میں تنازعہ کی وجہ سے جو کہ بنیادی طور پر آئی ایل او کی گورننگ باڈی میں نمائندگی کے مسئلہ پر ہوئی، فیڈریشن تقسیم ہوگئی اور ظہور اعوان نے ان کی جگہ آئی ایل او فورم میں لے لی۔

خورشید احمد اس سے قبل واپڈا میں ملازم تھے اور سب سے بڑی رکنیت کی حاملہ واپڈا یونین ان کے گروپ کا ساتھ دیا۔ یہ گروپ اب نیشنل لیبر کونسل کا حصہ ہے جو پاکستان میں سب سے بڑی کنفیڈریشن بنانے کی کوشش کر رہی ہے۔

دونوں گروہوں کے درمیان تقسیم مزدور تحریک میں بھی واضح طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ انٹرویو میں متعدد مزدور تنظیموں نے واضح طور پر خود کو خورشید احمد یا ظہور اعوان گروپ کا حصہ قرار دیا۔

3.21 پنجاب فیڈریشن آف لیبر یونینز

پنجاب فیڈریشن آف لیبر یونینز میں ٹیکسٹائل سمیت مختلف صنعتی شعبوں سے تعلق رکھنے والے 4160 مزدور ہیں۔ اس کا جغرافیائی ارتکاز فیصل آباد، ملتان، ساہیوال اور پنجاب کے دیگر صنعتی علاقوں تک پھیلا ہوا ہے ۔ اس کا مرکزی دفتر فیصل آباد جبکہ ذیلی دفتر ملتان میں واقع ہے۔

اہم عہدیداروں میں چیئرمین راؤ مشتاق، صدر حاجی اسلم وفا اور جنرل سیکریٹری ندیم پرواز شامل ہیں۔ فیڈریشن کی قیادت بائیں بازو کی جانب جھکاؤ، مرکزی اور دائیں بازو کے متنوع سیاسی نظریات کی نمائندگی کرتی ہے۔

انہوں نے مزدوروں کے لئے اپنے کلیدی ایجنڈے کو غیر منظم مزدوروں کو منظم کرنے، بے روزگاری اور مزدوروں کے دیگر مسائل کو اٹھانے کے طور پر بیان کیاہے۔

پنجاب فیڈریشن آف لیبر یونینز کا قیام پنجاب کی مختلف مزدور یونینوں کے رہنماؤں نے کیا تھا جب کہ اسلم وفا نے فیڈریشن کے قیام اور اسکی توسیع میں مرکزی کردار ادا کیاہے۔

فیڈریشن پنجاب میں اپنی مضبوط جغرافیائی بنیاد جبکہ مقامی، قومی اور بین الاقوامی مزدور تنظیموں کے ساتھ یکجہتی و یگانگت کو اپنی طاقت قرار دیتی ہے۔ تاہم فیڈریشن کو وسائل کی شدید کمی اور صلاحیتوں کے فقدان کا سامنا ہے۔ وسائل کی کمی کے ساتھ ساتھ ایک غیر موزوں سیاسی ماحول انہیں کارکنوں کو تعلیم دینے اور متحرک کرنے سے قاصر رکھتا ہے۔

پتہ: ہیڈ آفس جمال مارکیٹ، چنیوٹ بازار، فیصل آباد۔

ویب سائٹ: موجود نہیں ہے

3.22 ریلوے ورکرز یونین (کھلی لائن)

ریلوے ورکرز یونین (اوپن لائن) صنعتی لحاظ کی یونین ہے جس کے کارکنان کے طور پر 40,000 ممبران ہیں۔ یہ پاکستان کی قدیم ترین یونینوں میں سے ایک ہے۔ اس کی بنیاد تجربہ کار ٹریڈ یونین رہنما مرزا محمد ابراہیم نے سال 1948 میں رکھی تھی۔ اس کے بہت سے نامور رہنماؤں میں سے سوبھو گیان چندانی اور فیض احمد فیض سرفہرست ہیں۔

منظور احمد رضی اس وقت یونین کے چیئرپرسن کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں ۔ اپنی لازوال تاریخ کے باوجود تقسیم اور مستقل انتخابی عمل کی عدم موجودگی کی وجوہات نے یونین کی قوت کو کمزور کیا ہے۔

ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت (1977-1972) نے ریلوے یونینوں کو اوپن لائن اور ورکشاپ سیکشن میں علیحدہ علیحدہ کرنے کا آغاز کیا۔ اوپن لائن میں انتخابات پہلی بار 1981 میں ہوئے تھے جس میں جماعت اسلامی کی حمایت یافتہ یونین نے کامیابی حاصل کی تھی۔ جبکہ 1983 کے بعد سے کوئی انتخابات منعقد نہیں ہوئے۔ بعد میں اس اوپن لائن کو لازمی سروس قرار دے کر اس میں ہڑتال کرنے کے حقوق سمیت جملہ مزدور حقوق کو مسدود کر دیا گیا۔

ابھی تک صرف مغل پورہ ورکشاپ CBA کے طور پر رجسٹرڈ ہے۔

دیگر مزدور رہنماؤں کی طرح ریلوے ورکرز یونین کی قیادت کا بھی یہی خیال ہے کہ CBA کے نظام نے کارکنوں میں پھوٹ ڈالی ہے ۔ اس وقت ریلوے میں پانچ یونینیں اور 80 ایسوسی ایشنز ہیں۔ یہ یونینیں اور انجمنیں سیاسی اور نسلی بنیادوں پر منقسم ہیں۔

منظور رضی ریلوے ورکرز یونین کے نظریے کو بائیں بازو اور جمہوری قرار دیتے ہیں۔ یونین کا کلیدی ایجنڈا کارکنوں کو سیاسی قوت میں بدلنا کرنا اور پارلیمنٹ میں کارکنوں کی نمائندگی حاصل کرنا ہے۔ یہ پاکستان ریلوے کی نجکاری کے خلاف بھی مزاحمت کرتے ہیں۔

تاہم قیادت اپنے اہداف کے ساتھ نبرد آزما ہونے کا اعتراف کرتی ہے کیونکہ نہ تو کارکن طویل جدوجہد کرنے کو تیار ہیں اور نہ ہی آجر (ریاست) کارکنوں کے تحفظ کارکنوں کے تحفظ کے لئے تیار ہے۔

سوشل میڈیا پیج: فیس بک: https://www.facebook.com/rwu.pakistan/

3.23 سندھ لیبر فیڈریشن

سندھ لیبر فیڈریشن میں گارمنٹس، انجینئرنگ اور دواسازی کے شعبہ جات کی 38 یونینز ہیں۔ فیڈریشن کا دفتر کراچی میں ہے۔ اس کے صدر شفیع غوری ہیں اور شیخ مجید جنرل سیکریٹری کے طور پر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ قیادت نے انجینئرنگ اور قانونی شعبوں اور پی آئی اے یونین کے ساتھ بھی کام کیا ہے۔

فیڈریشن خود کو بائیں بازو کی طرف مائل اور ترقی پسند قرار دیتی ہے۔ اس کا مقصد مزدوروں کے حقوق تک رسائی کو آسان بنانا، تنظیم کو حقوق کی حساسیت کو فروغ دینا اور کارکنوں کو قانونی معاونت فراہم کرنا ہے۔

شفیق غوری WEBCOP سندھ چیپٹر کے شریک چیئرپرسن بھی ہیں۔ وہ سندھ سہ فریقی لیبر اسٹینڈنگ کمیٹی کے رکن بھی ہیں۔ سندھ لیبر فیڈریشن SESSI کو باقاعدگی سے بے ضابطگیوں کی نشاندہی کرتی ہے۔ سندھ لیبر فیڈریشن پاکستان ورکرز کنفیڈریشن (اعوان گروپ) کا حصہ ہے۔

3.24 ٹیکسٹائل پاورلومز اینڈ گارمنٹ ورکرز فیڈریشن

ٹیکسٹائل پاورلومز اینڈ گارمنٹس ورکرز فیڈریشن کے خیبر پختونخوا، پنجاب اور کراچی میں 6100 ممبران سمیت چھ ملحقہ تنظیمیں وابستہ ہیں۔

فیڈریشن قالین بُنائی اور پاور لومز کے شعبوں پر مُحیط ہے۔ اس کے اراکین کا جغرافیائی ارتکاز مردان، لاہور، فیصل آباد میں ہے۔ فیڈریشن کا مرکزی دفتر لاہور جبکہ علاقائی دفتر فیصل آباد میں ہے۔

فیڈریشن کے صدر اسلم معراج اور جنرل سیکرٹری نیاز خان ہیں۔

اسکے عہدیداران سیاسی نظریات میں یہ خود کو ترقی پسند قرار دیتے ہیں حالانکہ اس کی قیادت کو بائیں اور دائیں دونوں گروہوں کی نمائندگی حاصل ہے۔ وہ اپنے کلیدی ایجنڈے کو کارکنوں کی فلاح و بہبود کے طور پر بیان کرتے ہیں۔

وہ اپنی تنظیموں کی مالی بدحالی کو اپنی سب سے بڑی کمزوری قرار دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنی سرگرمیوں کو پروان چڑھانے سے قاصر ہیں۔ وہ پاکستان ورکرز کنفیڈریشن (خورشید گروپ) کا بھی حصہ ہیں۔ ٹیکسٹائل پاورلومز اینڈ گارمنٹس ورکرز فیڈریشن LEF، PILER اور HRCP کے ساتھ مل کر کام کرتی ہے جبکہ وہ بین الاقوامی تنظیم انڈسٹری آل (IndustriALL) کا بھی حصہ ہیں۔

3.25 بین الاقوامی یونین برائے خوراک، زرعی، ہوٹل، ریستوران، کیٹرنگ، تمباکو اور الائیڈ ورکرز ایسوسی ایشنز

انٹرنیشنل یونین آف فوڈ، زرعی، ہوٹل، ریستوران، کیٹرنگ، تمباکو اینڈ الائیڈ ورکرز ایسوسی ایشنز (IUF) ٹریڈ یونینز کی ایک عالمی یونین فیڈریشن ہے۔ IUF زراعت، کھانے پینے کے سامان، ہوٹلوں، ریستورانوں اور کیٹرنگ کی خدمات سمیت تمباکو کی پروسیسنگ میں ملازم کارکنوں کی نمائندگی کرتا ہے۔

پاکستان IUF کے لئے ایشیائی بحرالکاہل کے خطے میں آتا ہے۔ قمرالحسن جنوبی ایشیا کے ڈائریکٹر ہیں۔ ملحقہ اداروں میں پاکستان فوڈ ورکرز فیڈریشن (PFWF)، پاکستان ہوٹلز، ریستوران، کلبز، سیاحت ، کیٹرنگ اور الائیڈ ورکرز فیڈریشن (PHRCTCAWF) اور سندھ ناری پورھیت کونسل (SNPC) شامل ہیں۔

یہ عالمی یونین سیاسی نظریات سے بالاتر کام کرتی ہے اور اپنے مرکزی ایجنڈے کو محنت کش تنظیموں کو مضبوط بنانے اور ان کے سیاسی اور جمہوری حقوق کا دفاع کرنے کے طور پر بیان کرتی ہے۔ آئی یو ایف محنت کشوں کو مزدوروں کے حقوق سے متعلق آگاہی اور تربیت فراہم کرتا ہے۔ موجودہ ڈائریکٹر کا ماضی مزدور تحریک سے رہا ہے جہاں وہ سن 1973 سے مختلف پیشہ وارانہ شعبوں سے منسلک رہے ہیں۔

یونین نے صلاحیت کے خسارے اور مزدور تنظیموں کے پیشہ وارانہ کیڈر کی عدم موجودگی کو کمزوری قرار دیتا ہے جبکہ IUF کا اپنے ملحقہ تنظیموں کے لئے سہولت بخش کردار ہے۔ وہ اپنی پسند کی مہمات کے لئے اپنے ملحقہ اداروں کی معاونت کرتے ہیں اسکے علاوہ وہ حکومتی مشاورت میں حصہ لینے کے ساتھ ساتھ اپنے ملحقہ تنظیموں کی ترجیحات کی روشنی میں مشورے فراہم کرتے ہیں۔

انکا دفتر کراچی میں قائم ہے۔

3.26 یونی لیور ایمپلائز فیڈریشن

یونی لیور ایمپلائز فیڈریشن کا قیام تجربہ کار مزدور رہنماء نبی احمد نے سال 1984 میں کیا تھا جو یونی لیور کمپنی کے ملازم تھے۔ اس میں 550 کارکنان ہیں۔ یہ تنظیم صرف یونی لیور کمپنی کے مختلف یونٹس میں ملازمین کا احاطہ کرتی ہے۔

فیڈریشن کا ہیڈ آفس رحیم یار خان جبکہ خانیوال اور قصور میں علاقائی دفاتر واقع ہیں۔

یونی لیور ایمپلائز فیڈریشن کے صدر ارشد کامران، جنرل سیکرٹری معدات حسین، سینئر جوائنٹ سیکرٹری شہزاد سلیم اور جوائنٹ سیکرٹری منظور خان ہیں۔

ہیڈ آفس حافظ فلور ملز، رحیم یار خان کے قریب بلیسنگ ریستوران اور ہال میں واقع ہے۔ اس کا کوئی علاقائی دفتر نہیں ہے۔

یونی لیور ایمپلائز فیڈریشن خود کو جمہوریت پسند تنظیم کے طور پر متعارف کرواتی ہے۔

چونکہ یہ فیڈریشن صرف اپنی کمپنی کی حد تک محدود ہے اس لیے اس نے شاپ اسٹیورڈز، سائٹ سیفٹی کمیٹی، ماحولیاتی کمیٹی، میڈیکل کمیٹی وغیرہ جیسی کمیٹیاں قائم کی ہیں۔ فیڈریشن کارکنوں اور آجروں کو جوڑنے کے لئے کام کرتی ہے۔ فیڈریشن کا نقطۂ نظر گفت وشنید کے عمل کے ذریعے مسائل کو حل کرنا ہے۔

فیڈریشن کے PWF، Uni-Global اور IndustriALL کے ساتھ اچھے پیشہ وارانہ تعلقات ہیں اور یہ کسی سول سوسائٹی تنظیم کے ساتھ کام نہیں کرتی ہے۔

3.27 یونائیٹڈ میونسپل ورکرز فیڈریشن سندھ

سندھ کے بلدیاتی ملازمین کی نمائندگی 25 ملحقہ تنظیموں پر مشتمل فیڈریشن کرتی ہے جو کہ سال 1970 میں قائم کی گئی تھی۔ اسکی ملحقہ تنظیمیں اور ملازمین کا تعلق زیادہ تر کراچی شہر سے ہوتا ہے۔ فیڈریشن میں مندرجہ ذیل عہدیداران شامل ہیں:

صدر–کنیز فاطمہ، سینئر نائب صدر غلام حسین شاہ، نائب صدر قاسم شاہ۔ فیڈریشن میونسپل ملازمین کے حقوق، پروموشن کے مسائل، طبی مسائل، اور ریٹائرمنٹ کے معاملات پر کام کرتی ہے۔

3.28 وطن دوست مزدور فیڈریشن

وطن دوست مزدور فیڈریشن کے 20 ہزار ارکان ہیں جن میں زیادہ تر گیس، کھاد، بجلی اور چینی کے شعبوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ فیڈریشن کے ارکان کی اکثریت کا تعلق سندھ (گھوٹکی اور ضلع لاڑکانہ) سے ہے، حالانکہ فیڈریشن میں دیگر صوبوں کی ٹریڈ یونینوں کی نمائندگی بھی ہے۔

ہیڈ آفس لاڑکانہ میں واقع ہے اور علاقائی دفتر گھوٹکی، سندھ میں ہے۔

وطن دوست مزدور فیڈریشن کے صدر ایڈووکیٹ جمشید ہیں جبکہ فیڈریشن کے چیئرپرسن عبدالحق ہیں اور جنرل سیکرٹری عزیز عباسی تھے (دسمبر 2021ء میں ان کا انتقال ہو چکا ہے)۔

فیڈریشن اپنے آغاز کے وقت نظریاتی اعتبار سے بائیں بازو کی طرف واضح جھکاؤ رکھتی تھی۔ تاہم اب فیڈریشن اپنے بائیں بازو کے رجحان سے انحراف کر چکی ہے جبکہ ترقی پسند عناصر اب بھی موجود ہیں۔

فیڈریشن غیر رسمیت کے خلاف مزدوروں کی مدد کرنے کی خواہاں ہے۔

تنظیمی قوت کے لحاظ سے فیڈریشن پاکستان بھر میں اپنی موجودگی، دیگر فیڈریشنوں کے ساتھ یکجہتی اور قانونی چارہ جوئی کے ذریعے جدوجہد میں مستقل مزاجی سمیت آجروں کے خلاف دباؤ بڑھانے کو اپنی طاقت سمجھتی ہے۔

وہ کنٹریکٹ ورکرز کو منظم کرنے میں اپنی نااہلی کو اپنی کمزوری قرار دیتے ہیں ۔ کنٹریکٹ ورکرز بھی اپنی ملازمتوں سے محروم ہونے کے خطرے کی وجہ سے مزدوروں کی تحریک میں شامل ہونے سے گریز کرتے ہیں۔ فیڈریشن وسائل اور صلاحیتوں کی کمی کے ساتھ بھی سرگرمِ عمل ہے۔

فیڈریشن پاکستان ورکرز فیڈریشن (PWF) اور متحدہ لیبر فیڈریشن (MLF) جیسے پاکستان کے سرکردہ فیڈریشنز کے ساتھ مضبوط روابط برقرار رکھے ہوئے ہے۔ وہ PILER کے ساتھ بھی کام کر رہی ہے۔تاحال فیڈریشن کسی سرکاری کمیشن / کمیٹی کا حصہ نہیں ہے۔

پتہ: لیبر ہال، لاہوری محلہ، لاڑکانہ، سندھ.

حِصّہ چہارم
سفارشات

یہ سفارشات مزدور تنظیموں کے رہنماؤں اور اتحادیوں کی جانب سے اس مطالعے کے مقصد کے لئے پیش کی گئی تجاویز سے مرتب کی گئی ہیں۔ ان سفارشات کی حکومت، ٹریڈ یونینوں، سول سوسائٹی اور بین الاقوامی تنظیموں کے لئے علیحدہ علیحدہ درجہ بندی کی گئی ہے۔

4.1 برائے حکومت

1. حکومت کو چاہیے کہ وہ ٹریڈ یونینوں کے لیے سازگار ماحول بنائے تاکہ وہ خود کو مؤثر طریقے سے منظم کر سکیں۔ پاکستان پہلے ہی ILO کے معاہدات-87 (انجمن سازی کی آزادی اور منظم ہونے کے حق کا تحفظ) اور C-98 (منظم ہونے اور اجتماعی سودے کاری کا حق) کی توثیق کر چکا ہے مزید یہ کہ لیبر قانون سازی بھی آئی ایل او کے معیارات کے مطابق ہونی چاہئے جس کی پاکستان پہلے ہی توثیق کر چکا ہے۔
2. حکومت مزدور دوست پالیسیوں کے بجائے سرمایہ دارانہ نظام کو تقویت دینے کی معاشی پالیسیاں بنا رہی ہے جو کہ پاکستان میں محنت کش تنظیموں کے زوال کی اہم وجوہات میں سے ایک ہے۔ حکومت ایکسپورٹ پروسیسنگ زونز اور اسپیشل انڈسٹریل زونز کو فراہم تمام خصوصی مراعات واپس لے جہاں ٹریڈ یونینوں کا کام کرنا ممنوع ہے۔ واضح رہے کہ ان خصوصی علاقوں کی صنعتوں کو فی الحال فیکٹریز ایکٹ کے تحت مزدوروں کے معائنے سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ ان خصوصی صنعتی زونز میں صنعتی تعلقات ایکٹ، فیکٹریز ایکٹ اور پیشہ ورانہ تحفظ اور صحت کے قوانین سمیت تمام لیبر قوانین پر عمل درآمد کیا جائے۔
3. حکومت کو انجمن سازی کے حق اور اجتماعی سودے بازی کے حق کی راہ میں حائل تمام رکاوٹوں کو دور کرنا چاہئے اور اس مقصد کے لئے حکومت کو کچھ ترامیم کے ساتھ ٹریڈ یونین ایکٹ 1926 کو بحال کرنا چاہئے۔
4. حکومت کو آئی ایل او کے کنونشن نمبر 144 (سہ فریقی مشاورت کنونشن، 1976) کے مطابق سہ فریقی نظام کو تقویت دینی چاہئے۔ اور اس مقصد کے لئے اسے پہلے سے طے شدہ ایجنڈے کے مطابق سال میں دو بار آجروں اور کارکنوں کے ساتھ بیٹھنا چاہئے تاکہ ان کے باہمی مسائل پر تبادلہ خیال کیا جاسکے اور ان ملاقاتوں کے دوران انکا حل تلاش کیا جا سکے۔
5. حکومت کو آجروں کی بنائی گئی پاکٹ یونینز (جعلی مزدور تنظیم) کی حوصلہ شکنی کے لئے کارروائی کرنے کی ضرورت ہے اور حکومت کو آئینِ پاکستان کے آرٹیکل 25 (انجمن سازی کا حق) کے نفاذ کے اقدامات کرنے چاہئیں۔ مزدور تنظیمیں کسی بھی ادارے کے لئے سود مند ہیں اور اس ذہنیت کو ختم کیا جانا چاہئے کہ مزدور یونینیں اشتعال انگیز اور مُہلک ہیں۔

6. یہاں کوئی نیشنل لیبر سینٹر موجود نہیں ہے جبکہ حکومت ہر سال بین الاقوامی لیبر کانفرنس میں پاکستان کے مزدوروں کی نمائندگی کے لئے ایک تنظیم اوراسکے متعلقہ فرد کو بھیجتی ہے۔ اس عمل کو ختم ہونا چاہئے۔ یہ انتہائی ضروری ہے کہ ہر سال آئی ایل او کانفرنسوں میں پاکستانی مزدوروں کی نمائندگی کے لئے مزدوروں کی حقیقی قیادت کو جنیوا (سوئٹزرلینڈ) بھیجا جائے۔
7. زراعت کے شعبے سے وابستہ کارکنان کل افرادی قوت کی ایک بڑی اکثریت میں ہونے کے باوجود انہیں ٹریڈ یونین بنانے یا اجتماعی سودے بازی کے ایجنٹوں کا انتخاب کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ اگرچہ سندھ حکومت نے زراعت کے کارکنوں، ماہی گیروں اور جنگلات کے کارکنوں کو سندھ صنعتی تعلقات کے قانون 2013 میں مزدوروں کی تعریف میں شمار کیا ہے تاہم ان مزدوروں نے ابھی تک انجمن سازی کا حق حاصل نہیں کیا ہے کیونکہ زراعت میں ٹریڈ یونینوں کی رجسٹریشن کے قواعد اب بھی موجود نہیں ہیں۔ ان کارکنوں کو سماجی تحفظ کے اداروں تک بھی رسائی فراہم کی جانی چاہئے کیونکہ تاحال انکی رسائی صوبائی سماجی تحفظ کے اداروں، ایمپلائز اولڈ ایج بینیفٹ (EOBI) کے ادارے، سمیت ورکرز ویلفیئر بورڈ میں نہیں ہے۔
8. غیر رسمی شعبے کے کارکنوں کو انجمن سازی اور سماجی تحفظ کے اداروں تک رسائی کے حقوق بھی حاصل نہیں ہیں۔ تمام شہریوں کے لئے سماجی تحفظ کی آفاقیت ہی جُملہ مزدوروں کو سماجی تحفظ کے دائرۂ کار میں لانے کا واحد حل ہے۔
9. موجودہ صنعتی تعلقات کے قوانین میں صنعتی یا شعبہ جاتی یونینوں کی تشکیل کی اجازت نہیں دیتے جن میں فوری طور پر ترامیم کی ضرورت ہے۔ صنعتی یا شعبے کے لحاظ سے یونینوں سازی کی اجازت ہونی چاہئے ورنہ یونٹ سطح کی ٹریڈ یونینیں مزدوروں کے حقوق کے تحفظ کے لئے اتنی کارگر نہیں ہیں۔
10. قومی صنعتی تعلقات کمیشن کی حیثیت 1972 کی حالت پر بحال کی جائے اور سکے لیبر کورٹس کے اختیارات عام عدالتوں میں منتقل کیا جائے۔
11. پارلیمان میں مزدوروں کی کوئی نمائندگی نہیں ہے جبکہ سیاسی جماعتیں مزدور رہنماؤں کو ٹکٹ دینے سے گریز کرتی ہیں جس سے ایک بڑا اخلاء پیدا ہوا اور محنت کشوں کی کوئی موثر حمایت کی آواز پارلیمان میں موجود نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پارلیمانی ایوانوں میں مزدوروں اور کسانوں کے لئے مخصوص نشستوں کے لئے انتخابی قوانین اور آئین میں ترامیم کی جائیں۔
12. صنعتی تعلقات ایکٹ ایک صنعتی یونٹ میں متعدد یونینوں کی اجازت دیتا ہے، جو ٹریڈ یونینوں کے کمزور ہونے کی ایک بنیادی وجہ ہے۔ ایک یونٹ میں صرف ایک ٹریڈ یونین کی اجازت ہونی چاہئے جو کہ اس یونٹ کے 100 فیصد کارکنوں کی نمائندگی کرتی ہو۔
13. آئی ایل او کے کلیدی مزدور معیارات کو پاکستان میں نافذ کیا جائے اور باقاعدہ عملدرآمد کے لئے پاکستان میں تمام مطلوبہ قانون سازی کی جائے۔
14. پاکستان نے آئی ایل او کے لیبر انسپکشن کنونشن، 1947 (نمبر 81) اور سہ فریقی مشاورت (بین الاقوامی لیبر اسٹینڈرڈز) کنونشن 1976 (نمبر 144) کے صرف دو گورننس (ترجیحی) معاہدات کی توثیق کی ہے۔ پاکستان نے ابھی تک دیگر دو اہم

آئی ایل او گورننس (ترجیحی) کنونشنز بشمول ایمپلائمنٹ پالیسی کنونشن، 1964 (نمبر 122) اور لیبر انسپکشن (زراعت) کے کنونشن 1969 (نمبر 129) کی توثیق نہیں کی ہے۔ حکومت کو ان چاروں معاہدات کی توثیق کرنی چاہیئے۔

15. سہ فریقی قوانین اور نظام کو مضبوط بنانے کی ضرورت ہے۔ کارکنوں اور آجروں کی تنظیموں کے تعلقات کو ہموار کرنے کی ضرورت ہے اور محکمہ محنت کو بدعنوانی سے نجات حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

4.2 برائے مزدور یونین

1. ٹریڈ یونینوں کو کانٹریکٹ کی بنیاد پر کام کرنے والے مزدوروں سمیت تمام کارکنوں کے اتحاد کے لئے کام کرنا چاہیئے۔ کنٹریکٹ ورکرز کو اپنا ممبر بنانے کے علاوہ انہیں تمام دیگر فوائد کی فراہمی کے لئے بھی کوشش کرنی چاہیئے جو عام طور پر باقاعدہ کارکنوں کے لئے دستیاب ہوتے ہیں۔
2. ٹریڈ یونینوں کو اپنے اراکین اور عہدیداران کی تعلیم وتربیت پر بھی توجہ مرکوز کرنی چاہیئے۔
3. ٹریڈ یونینوں کو اپنی صفوں میں جمہوری اقدار کو فروغ دینا چاہیئے اور نئی رکنیت اور تنظیمی انتخابات کے لئے ایک شفاف طریقہ کار وضع کیا جانا چاہیئے تاکہ عہدیداروں کو منتخب کیا جاسکے۔
4. ٹریڈ یونینوں میں عہدوں کی مدت کے تعین کا نظام ہونا چاہیئے تاکہ جس کے مطابق کوئی عہدہ دار مسلسل دو مرتبہ سے زیادہ صدر یا جنرل سیکریٹری کے عہدوں پر براجمان نہ ہو سکے۔
5. اب وقت آگیا ہے کہ مزدور تنظیمیں نئی قیادت کو آگے لانے اور نوجوانوں کو ٹریڈ یونین کی سرگرمیوں پر تربیت دینے کے کام پر سنجیدگی سے توجہ اپنی مرکوز کریں۔
6. مزدوروں کے لئے صنفی پالیسی کو ٹریڈ یونینوں کے ایک لازمی جزو کے طور پر شامل کیا جانا چاہیئے۔ خواتین کے مزدور تنظیموں میں شامل ہونے کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے اور انہیں قائدانہ کردار دیا جانا چاہیئے۔ تربیتی اجلاسوں کے انعقاد ،متعلقہ قوانین اور بین الاقوامی معاہدات سے واقفیت کے ذریعے خواتین کی قیادت کی صلاحیت کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔
7. شمولیت پر توجہ مرکوز رکھتے ہوئے چارٹر آف ڈیمانڈ میں خواتین سے متعلق امور بشمول زچگی کی چھٹیاں وغیرہ شامل ہونی چاہئیں۔

4.3 برائے سول سوسائٹی کے شراکت دار

1. سول سوسائٹی کی تنظیموں کو صلاحیت سازی کے لئے محنت کش تنظیموں کی معاونت کرنی چاہیئے اور بین الاقوامی ٹریڈ یونین تحریکوں کے ساتھ روابط قائم کرنے میں ان کی مدد کرنی چاہیئے۔
2. سول سوسائٹی کو ٹریڈ یونینوں کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہیئے تاکہ نچلی سطح سے احتساب کو یقینی بنایا جاسکے ساتھ ہی نوجوان نسلوں کو یہ سکھایا جاسکے کہ یونینیں کام کس طرح سے کرتی ہیں۔

3. قومی غیر سرکاری تنظیموں (NGOs) کو ٹریڈ یونینوں کے ساتھ مقابلہ کرنا چھوڑ دینا چاہیے۔ اگر ان کے پاس محنت کشوں کی فلاح و بہبود کے منصوبوں کے لیے فنڈز ہیں تو انہیں نئے سرے سے محنت کرنے کے بجائے ٹریڈ یونینوں کے کام کو آگے بڑھانے میں مدد دینے کی ضرورت ہے۔ این جی اوز کو علیحدہ سے کام نہیں کرنا چاہئے۔
4. سول سوسائٹی تحقیق اور صلاحیت کی ترقی کے ذریعے ٹریڈ یونینوں کی مدد کر سکتی ہے۔ انہیں ایک دوسرے کے متعلق منفی سوچ رکھنے اور باہم مقابل ہونے کے بجائے ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہئے۔
5. سول سوسائٹی کو حکومت، آجروں اور محنت کشوں کے درمیان مسلسل بات چیت جاری رکھنے کے لئے مصروف عمل رہنا چاہئے۔ انہیں سہ فریقی نظام میں پل کا کردار ادا کرنا چاہئے۔
6. سول سوسائٹی کو طلباء یونینوں کی بحالی کے لئے بھی کام کرنا چاہئے کیونکہ ٹریڈ یونینز اور طلباء جمہوریت کو مضبوط کرنے کا باعث ہوں گے۔

4.4 برائے بین الاقوامی معاون تنظیمیں

1. ٹریڈ یونینوں کو فروغ دینے اور مزدوروں کے لئے بہتر کام کے حالات کے لئے بین الاقوامی لیبر آرگنائزیشن (آئی ایل او) کا اہم کردار ہے جبکہ پاکستان میں مزدور تنظیموں کا یہ خیال ہے کہ آئی ایل او مثبت طور پر اپنا کردار ادا نہیں کر رہا ہے۔ ان کا شکوہ ہے کہ آئی ایل او صرف ایک ٹریڈ یونین فیڈریشن اور ایک خاص قیادت کو فروغ دے رہی ہے جس سے پاکستان میں مزدوروں کی مجموعی اکثریت کو کوئی فائدہ نہیں ہو رہا۔

2. آئی ایل او کو پاکستان میں اپنے کردار کو از سر نو وضع کرنا چاہئے۔ مزدور تنظیموں کے مخالف ہونے کے تاثر کو زائل کرنے سے ساتھ ساتھ اسے مضبوط حمایت دینی چاہئے۔

3. بین الاقوامی صحافیوں کی تنظیموں جیسے انٹرنیشنل فیڈریشن آف جرنلسٹس یا رپورٹرز سان فرنٹیر یا کمیٹی فار پروٹیکشن آف جرنلسٹس نے پاکستانی صحافیوں کی نمایاں حمایت کی ہے۔ انکے پاکستانی حکومت پر سخت دباؤ ڈالنے کی وجہ سے مقامی صحافیوں کو فائدہ ہوا ہے۔ آئی ایل او کو بھی ایسا ہی طرزِ عمل اپنانا چاہئے تاکہ حکومتِ پاکستان سے ملک میں امتیازی قوانین وضوابط کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا جا سکے۔

4. یورپی یونین نے یورپی منڈیوں میں ٹیرف فری برآمد کے لئے پاکستانی برآمد کنندگان کو جی ایس پی + کا درجہ فراہم کیا ہے۔ اس سہولت نے پاکستانی صنعتوں کو اپنی برآمدات بڑھانے میں بہت زیادہ سہولت ملی ہے تاہم حکومت نے تمام 27 بین الاقوامی وعدوں پر موثر عمل درآمد نہیں کیا جن میں آئی ایل او کے 8 کلیدی مزدور معیارات کے معاہدے شامل ہیں۔ یورپی یونین کو جی ایس پی + سے متعلق تمام کنونشنز کے موثر نفاذ میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔

5. بین الاقوامی تنظیمیں اور مزدوروں کی معاونت کرنے والی تنظیموں کو اپنے تجربات پاکستانی ٹریڈ یونینوں کے ساتھ شیئر کرنے چاہئیں کہ ترقی یافتہ ممالک میں شعبہ جاتی یونینیں کس طرح کام کر رہی ہیں۔ انہیں غیر رسمی اور زراعت سے وابستہ کارکنوں کے لئے صنعتی یونینوں اور ٹریڈ یونینوں کی تشکیل میں پاکستانی ٹریڈ یونینوں کی مدد کرنی چاہیے۔

اِختتامیہ

اپنی تاریخ کے لحاظ سے پاکستان میں مزدور قوانین اور ٹریڈیونین ازم کو برطانوی دور کی قانون سازی، سیاست اور تحریک آزادی نے تشکیل دیا ہے۔ تاہم، انڈین نیشنل کانگریس- جس کا کارکنان کی تحریک سے گہرا تعلق تھا- اور پاکستان مسلم لیگ- جس نے محنت کشوں کی جدوجہد کے ساتھ مربوط وابستگی جاری نہیں رکھی- کے سیاسی جھکاؤ کے درمیان واضح فرق نے نو آزاد مملکتوں میں ٹریڈیونینوں کے مستقبل میں ایک اہم کردار ادا کیا۔

آزادی کے بعد ہندوستان میں سیاسی قیادت نے طاقتور ٹریڈیونینوں کو فروغ دیا تاہم پاکستان میں سیاسی اور بعد میں فوجی حکومتوں نے غیر جمہوری راستے پر چلتے ہوئے فلاحی ایجنڈے کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے نجی قیادت کے سرمایہ دارانہ ماڈل کو اپنایا۔ اس حقیقت سے مدد نہیں ملی کہ پاکستان کو وراثت میں ایک بہت چھوٹا صنعتی اڈہ اور محدود صنعتی مزدور ملے جو ایک طاقتور صنعتی ٹریڈ یونین تحریک کی بنیاد رکھ سکتے تھے۔

اس کے بعد پاکستان میں حکومتوں نے قانون سازی، ادارہ جاتی اور من مانی اقدامات اپنائے جن سے کمزور، سیاسی طور پر بکھری ہوئی اور پلانٹ پر مبنی یونینوں کو فروغ دیا گیا۔ پاکستانی صنعتی تعلقات کے قوانین کو بھی ریاست کے خارجی اور مداخلتی ریگولیٹری آرڈر کی پاسداری کے مطابق ڈھالا گیا تھا جس میں پے در پے ترامیم کے نتیجے میں ان گروہوں کو خارج کر دیا گیا جو ملک کی کل مزدور قوت کا تقریباً70 فیصد ہیں۔

پاکستان میں منظم ہونے کے حق کی موجودہ صورتحال کو معاہدات اور سفارشات کے اطلاق سے متعلق آئی ایل او کے ماہرین کی کمیٹی (CEARC) اور جی ایس پی + دونوں کی جائزہ رپورٹوں میں بارہا تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے جس میں یونین سازی کی راہ میں حائل مسلسل رکاوٹوں کی نشاندہی ہوئی ہے۔

مزدور یونینوں نے آج کی ٹریڈیونینوں کے حوالے سے متعدد خدشات کا خاکہ پیش کیا ہے جن میں سب سے زیادہ زور یونینوں کی کم ہوتی ہوئی طاقت اور صلاحیتوں، بڑھتی ہوئی غیر رسمی حیثیت، مزدوروں کے حقوق کی جدوجہد میں حکومتی سیاسی خواہش کی کمی اور سکڑتا ہوا جمہوری خلاء ہے۔ اندرونی طور پر مزدور یونینیں اپنی صفوں کے اندر گہری تقسیم اور بدعنوانی کی طرف اشارہ کرتی ہیں جو یونینوں کو مزدوروں کے حقوق کیلئے خدمات انجام دینے کے ایجنڈے سے دور کر رہی ہیں۔

ٹریڈیونینوں کے اندرونی طریقہ کار کا مطالعہ کرتے ہوئے، ایسا لگتا ہے کہ قومی قوانین یونینوں کو بنیادی ڈھانچہ قائم کرنے، فنڈز اکٹھا کرنے اور اپنے حلقوں کے تئیں مالیاتی جوابدہی برقرار رکھنے کا انتظام فراہم کرتے ہیں۔ یونینوں کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ ان کے پاس شکایات کے ازالے کے لیے مناسب طریقہ کار موجود ہے۔ فنڈز کے خسارے کو پورا کرنے اور صلاحیت کی تعمیر میں مدد کے لیے یونینیں این جی اوز اور دیگر شراکت دار تنظیموں پر انحصار کرتی ہیں۔

قومی قوانین اور خود ساختہ انتظامات کے فریم ورک کے تحت یونینیں ایک آزاد راستہ اختیار کرنے کے لئے جدوجہد کرتی ہیں۔ جہاں تک بنیادی ڈھانچے کا تعلق ہے، یونینوں کے لئے دفتر کی جگہ کے لئے آجروں کے ساتھ باضابطہ معاہدہ کرنے کے قومی

قوانین کی شرط اس حقیقت کو نظر انداز کرتی ہے کہ آج نہ صرف یونینوں کی حوصلہ شکنی کر رہے ہیں بلکہ غیر رسمی شعبے میں وہ ان کارکنوں کو برطرف کر دیتے ہیں جو منظم ہونا چاہتے ہیں۔ یونینوں کی جانب سے وسائل کی قلت کی دائمی صورتحال، جو کم فیس اور انتظامیہ کی زیادہ لاگت سے پیدا ہوتی ہے، یونینوں کو فنڈنگ کے لئے حکومت اور این جی اوز سمیت دیگر متعلقین پر انحصار کرنے، اور اپنے آزاد ایجنڈے پر سمجھوتہ کرنے کی طرف لے جاتی ہے۔

اس رپورٹ میں خواتین، مذہبی اقلیتوں اور نوجوانوں (30 سال سے کم عمر افراد) کی شمولیت کی حیثیت کا بھی جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے؛ جن کی روایتی طور پر ٹریڈ یونینوں میں کم نمائندگی ہے۔ اگرچہ شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ خواتین کا بہت کم تناسب ٹریڈ یونین کی رکنیت حاصل کرتا ہے اور ٹریڈ یونینوں میں اعلیٰ قیادت کے عہدوں تک پہنچ پاتا ہے، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سندھ اور پنجاب میں صنعتی تعلقات کی حالیہ قانون سازی میں جن شقوں نے ٹریڈ یونینوں میں خواتین کی شمولیت کو فروغ دینے کی کوشش کی ہے، اس کے نفاذ پر عملدرآمد نہ ہونے کی وجہ سے اس کا بہت کم اثر ہوا ہے۔ (کچھ ماہرین یونینوں میں خواتین کی شمولیت کو فروغ دینے کے لیے ٹریڈ یونین کی خود اپنی سیاسی رضامندی کی کمی کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں)۔ تاہم، خواتین مزدور رہنماؤں اور اتحادیوں کا ایک مختلف تجربہ ہے جس میں اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ ٹریڈ یونینوں میں غالب پدر سری اقدار اور زہریلا رویہ انہیں خواتین کارکنوں کے لئے ناپسندیدہ جگہ بناتا ہے۔

ٹریڈ یونینوں میں مذہبی اقلیتوں کی شرکت، اثباتی کارروائی کے قوانین کی عدم موجودگی اور ملازمتوں کی منڈی میں ڈھانچہ جاتی امتیاز - انہیں غیر رسمی روزگار کے نچلے درجے تک پھنساتے ہوئے - آبادی کے اس حصے کے خلاف کردار ادا کرتا ہے۔ اقلیتیں بڑی حد تک صفائی کے کام کے شعبے سے وابستہ ہیں جو کانٹریکٹ کی نوعیت کا ہے۔ چونکہ کوئی کانٹریکٹ ورکرز کی کوئی یونین نہیں ہے اس لئے اس لیے مذہبی اقلیتوں کے کارکنوں کی سیاسی شرکت محدود ہو کر رہ گئی ہے۔

نوجوانوں کے لیے، جب کہ انٹرویوز نے انکی یونینوں اور فیڈریشنوں میں شرکت کی شرح 15 سے 35 فیصد تک تجویز کی، دو بیانیے ہیں جو ٹریڈ یونینز میں ان کی کم سطح پر موجودگی کی وضاحت کرتے ہیں۔ ایک کا دعویٰ ہے کہ نوجوان ٹریڈ یونینز میں حصہ نہیں لیتے ہیں جن کی وجوہات میں خاندانی تقاضوں سے لے کر نوکری چھن جانے کے خوف تک شامل ہیں جبکہ دوسرا بیانیہ تجویز کرتا ہے کہ ٹریڈ یونین میں کام کرنے کے لیے خصوصی علم اور مہارت کی ضرورت ہوتی ہے، جس کی نشوونما میں نئے ابتدائی سال لگتے ہیں۔ تاہم، جب بات ٹریڈ یونین میں کام کرنے کی ہو، خاص طور پر جہاں اس میں تربیت اور سفر شامل ہو، نوجوان خواتین کو خاندانی پابندیوں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔

تاہم، چاہے وہ ملازمت چھن جانے کے خوف سے ٹریڈ یونینوں سے باہر ہو جانا اختیار کریں، یا پھر وہ ابتدائی سال ٹریڈ یونینوں میں ملازمت کی مہارتوں سے متعلق سیکھنے میں صرف کریں، یہ ظاہر ہے کہ نوجوانوں کو ٹریڈ یونین کی قیادت میں نمائندگی کے حصول اور یونین کا ایجنڈا طے کرنے دونوں میں، ان کی کم عمری کی وجہ سے نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

سہ فریقی میکانزم اور اتحادوں، سول سوسائٹی اور بین الاقوامی معاون اداروں جیسے تبادلے کے پلیٹ فارم کے ساتھ ٹریڈ یونینوں کے رجحانات اور تجربات کا مطالعہ کرتے ہوئے ایک ملی جلی تصویر نظر آتی ہے۔

سرکاری طور پر، حکومت پاکستان نے 1994 میں توثیق شدہ سہ فریقی مشاورت سے متعلق ILO کنونشن C144 کے تحت اپنی ذمہ داریوں کے بارے میں غیر معمولی رویہ کا مظاہرہ کیا ہے۔ تاہم، 2014 میں، حکومت پاکستان نے وفاقی سہ فریقی مشاورتی کمیٹی اور چار صوبائی سہ فریقی مشاورتی کمیٹیاں تشکیل دیں۔ مزید یہ کہ سندھ میں صوبائی سے لے کر زونل سطح تک سہ فریقی ڈھانچے کے قیام پر پیش رفت ہوئی ہے۔ سہ فریقی ڈھانچے میں حصہ لینے والی ٹریڈ یونین مختلف خدشات کا اظہار کرتی ہیں۔ جن میں حکومت کی جانب سے غیر سنجیدگی، افسر شاہی کا سست عمل، بیوروکریسی میں متواتر تبدیلیاں، اور نمائندگی کے لیے شکایت کرنے والے مزدور رہنماؤں کے لیے حکومت کا تعصب شامل ہیں۔

ٹریڈ یونینز آئی ایل او فورمز پر کارکنوں کی نمائندگی میں طرفداری کا استعمال کرنے پر آئی ایل او پر بھی تنقید کر رہی ہیں۔

انصاف کے اداروں کے تجربات کے لحاظ سے صوبائی حکومتوں کی جانب سے آئی آر اے کے تحت قائم کی جانے والی لیبر کورٹس بھی شدید تنقید کی زد میں آتی ہیں۔ ٹریڈ یونینز مزدوروں کے خدشات کے بارے میں مزدور عدلیہ کے بے حس ہونے کے تکلیف دہ تجربات بیان کرتی ہیں جو کہ اکثر مزدوروں کے خلاف ہی عمل کر رہی ہوتی ہیں۔ آئی آر اے 2012 کے تحت قومی صنعتی تعلقات کمیشن کو بین الصوبائی اداروں میں تنازعات کے حل کے لئے متوازی قانونی فورم کا درجہ دیا گیا ہے۔ جس سے کارکنوں کی مشکلات میں مزید اضافہ ہوا ہے کیونکہ آجر جان بوجھ کر یونینوں کو این آئی آر سی لے جاتے ہیں اور ٹریڈ یونینوں کے معمولی وسائل کو بڑھاتے ہیں۔

گزشتہ دہائی کے سال 2010 میں اختیارات کی صوبوں کو منتقلی اور یورپی یونین کی جانب سے 2014 کے جی ایس پی + کی حیثیت نے بظاہر یونین سازی کے حق کے زیادہ مضبوط تحفظ اور نگرانی کے امکانات کا اعادہ کیا تھا۔ تاہم اس سے ٹریڈ یونینوں کو مکمل طور پر مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہوئے ہیں۔ مزدور تنظیمیں قانون کی مثبت دفعات کے ناقص نفاذ، ناقص نگرانی اور قومی صنعتی تعلقات کمیشن کے نیم عدالتی کردار کی وجہ سے 18ویں کو آئینی ترمیم بلحاظِ اثر ناکافی سمجھتی ہیں۔

اسی طرح کے عدم اطمینان کا احساس جی ایس پی + کے مانیٹرنگ کے طریقہ کار کے حوالے سے بھی ہوتا ہے جسے تنظیم کے حق کی حیثیت کو متاثر کرنے میں کوئی اہم کردار ادا کرنے کے لئے انتہائی کمزور اور ناکافی قرار دیا گیا ہے۔

رپورٹ میں پاکستان میں مزدور تحریک کے وسیع پیمانے پر تجزیے میں بھی حصہ ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے جس میں منتخب ٹریڈ یونین تنظیموں (بڑی حد تک فیڈریشنز) کی اہم تفصیلات شامل کی گئی ہیں۔ اس مشق میں 28 سے زائد فیڈریشنوں، یونینوں اور غیر رجسٹرڈ تحریکوں کا احاطہ کیا گیا تھا۔ ٹریڈ یونین تحریک کے اندر سیاسی وابستگی، تنظیمی ڈھانچے اور تقسیم اور حالیہ اقدامات سے متعلق اہم رجحانات درج کیے گئے ہیں۔

ایسا لگتا ہے کہ فیڈریشنز یا تو کسی بھی سیاسی نظریے سے سختی سے لاتعلق ہیں، اس ڈر سے کہ اس سے ان کی آزادی پر سمجھوتہ نہ ہو جائے، یا پھر اپنا جھکاؤ بائیں بازو کی جانب بیان کرتی ہیں۔ وہ دائیں طرف جھکاؤ رکھنے والے گروہوں کے غالب آجانے کے خوف کا بھی اظہار کرتی ہیں۔ تمام فیڈریشنوں میں سے صرف نیشنل لیبر فیڈریشن ہی اپنے آپ کو اسلامی نظریے کی حامی قرار دیتی ہیں۔

سیاسی انجمنوں کے حوالے سے سیاسی جماعتوں کے مزدور ونگز کی بہت کم مثالیں دیکھی جاسکتی ہیں۔ پیپلز لیبر بیورو پاکستان پیپلز پارٹی سے منسلک ہے جبکہ نیشنل لیبر فیڈریشن کو جماعت اسلامی کے قریب سمجھا جاتا ہے۔

ٹریڈ یونینوں کی طرح فیڈریشنز بھی این جی اوز خصوصاً پائلرPILER، لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن، ہوم نیٹ پاکستان سمیت دیگر کے ساتھ شراکت داری برقرار رکھنا چاہتی ہیں۔ ان شراکت داریوں کے نتیجے میں جہاں ضرورت ہو وہاں تحریک اور صلاحیت سازی میں یکجہتی پیدا ہوتی ہے۔

مختلف فیڈریشنوں کی قیادت کے درمیان ایک تجاوز کی کیفیت ہے۔ خورشید احمد، اسلم وفا، لطیف نظامانی، حبیب الدین جنیدی اور کنیز فاطمہ جیسے عام نام ایک سے زائد فیڈریشنوں میں پائے جاتے ہیں۔ اس کی تحقیقات کی ضرورت ہے کہ مختلف فیڈریشنوں کے تنظیمی ڈھانچے میں قیادت کا ایک سے زائد تنظیموں میں بیک وقت عہدوں پر ہونا کیسے اثر انداز ہوتا ہے۔

پی ڈبلیو ایف (ظہور اعوان گروپ اور خورشید احمد گروپ) کے درمیان گروہ بندی کی وجہ سے ٹریڈ یونینوں کے درمیان واضح تقسیم ہوئی ہے جو خود کو دونوں گروپوں میں سے کسی ایک سے ہم آہنگ ظاہر کرتے ہیں۔ دونوں گروپوں کے درمیان تنازعہ کا اہم نکتہ آئی ایل او کی گورننگ باڈی میں کارکنوں کی نمائندگی سے پیدا ہوا ہے جو اس سے قبل خورشید احمد کے پاس کافی عرصے تک تھی جس کے بعد ظہور اعوان آئے۔ فیڈریشنز گورننگ باڈی کی نمائندگی کی نامزدگی میں غیر نمائندہ نقطہ نظر برقرار رکھنے پر آئی ایل او پر تنقید کرتی ہیں۔

خورشید احمد گروپ اب نیشنل لیبر کونسل کے ذریعے تجربہ کار مزدور رہنما کرامت علی کی جانب سے پاکستان میں سب سے بڑی ورکرز کنفیڈریشن قائم کرنے کی جاری کوششوں کا اہم حصہ ہے۔

لیبر قومی موومنٹ جیسی غیر رجسٹرڈ تنظیم نے سڑکوں پر طاقتور احتجاجی صلاحیت اور اتحاد کی تعمیر کے ذریعے مزدور تحریک میں اہم کامیابیاں حاصل کی ہیں جبکہ شعبہ جاتی کارکنوں کو منظم کرنے کے لئے قیادت اور حمایت بھی فراہم کی ہے۔

فیڈریشنوں اور مزدوروں کے اجتماع میں خواتین کی موجودگی بہت کم ہے۔ جبکہ کنیز فاطمہ کا نام بار بار مزدور تحریک کی رہنما کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اور یونینز اور فیڈریشنز، حال ہی میں قائم کی گئی ہوم بیسڈ وومن ورکرز فیڈریشن اور آل پاکستان لیڈی ہیلتھ ورکرز ایسوسی ایشن ان تمام خواتین اداروں کی مثالیں ہیں جو تنظیم کے ذریعے تسلیم کئے جانے کی جدوجہد کر رہی ہیں۔

مجموعی طور پر اس بات پر اتفاق رائے پایا جاتا ہے کہ ٹریڈ یونینیں عددی طاقت اور مزدوروں کی فلاح و بہبود میں کسی بھی مثبت تبدیلی پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت، دونوں کے لحاظ سے تاریخ میں اپنی کمزور ترین پوزیشن پر کھڑی ہیں۔ اگرچہ اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ 60 ملین افرادی قوت پر کام کرنے والوں کی آبادی کے لئے 1,414,160 کی رکنیت کے ساتھ 7,096 ٹریڈ یونینوں کا خیال ہے کہ شاید ہی ایک فیصد مزدور منظم ہوں۔ مزید برآں قانون میں حالیہ دفعات کے باوجود زراعت کے شعبے میں شاذ و نادر ہی کوئی رجسٹرڈ یونین موجود ہے۔

یونینوں کی پاس اپنی صلاحیتوں اور حکمت عملیوں میں خسارے کا منصفانہ جائزہ ہوتا ہے؛ وہ روزگار کی غیر رسمیت کو وسعت ملنے اور قوانین کے نفاذ کی کمزور ریاستی صلاحیت کے سامنے بھی خود کو بے اختیار محسوس کرتے ہیں۔ سول سوسائٹی اور آئی ایل او جیسے شراکت داروں کی حمایت نے تحریک اور تکنیکی صلاحیتوں کو مستحکم کرنے میں تعاون کیا ہے تاہم یونینیں ایک فعال ماحول پیدا کرنے اور متعلقہ قانون سازی کے نفاذ میں حکومت کے کردار کو یونین سازی کے حق تک رسائی میں پیش قدمی کے لئے اہم سمجھتی ہیں۔

فریڈرک ایبرٹ اسٹفٹنگ کی حالیہ مطبوعات

میثاقِ معیشت: پاکستان میں اقتصادی اصلاحات کا ایجنڈا
حفیظ اے۔ پاشا
اسلام آباد، 2021ء
http://library.fes.de/pdf-files/bueros/pakistan/18493.pdf

میثاقِ معیشت: پاکستان میں اقتصادی اصلاحات کا ایجنڈا (انگریزی اور اردو)
حفیظ اے۔ پاشا
اسلام آباد، 2021ء
https://pakistan.fes.de/publications

پاکستان میں اقتصادی اور سماجی ترقی کے لئے صنعتی پالیسی
کشور خان
اسلام آباد، 2021ء
https://pakistan.fes.de/publications

خلاء پُر کرنا- پاکستان میں موجود افغان پناہ گزینوں کی نقل مکانی کا انتظام اور پالیسی آپشنز
عائشہ قیصرانی
اسلام آباد، 2021ء
http://library.fes.de/pdf-files/bueros/pakistan/18612.pdf

جنوبی ایشیا کی افرادی قوت میں خواتین کی شراکت کا تعین
پاکستان کی ایک کیس اسٹڈی
بسمہ افتخار
اسلام آباد، 2021ء
http://library.fes.de/pdf-files/bueros/pakistan/18611.pdf

پاک افغان تعلقات: خطرات اور آگے بڑھنے کا راستہ
ہما بقائی اور نوشین وصی
اسلام آباد، 2021ء
http://library.fes.de/pdf-files/bueros/pakistan/18346.pdf

پاکستان: آنے والی اور باہر جانے والی نقل مکانی: طالبان کی فتح کے بعد پاکستان میں افغانوں کو دوبارہ آباد کرنے پر بات چیت کا فریم ورک
فاطمہ کمالی-چیرانی
اسلام آباد، 2021ء
http://library.fes.de/pdf-files/bueros/pakistan/18447.pdf

مانیٹری پالیسی سب کیلئے:
پاکستان میں مالیاتی پالیسی کے سماجی نقش پا کو سمجھنا
ساجد امین جاوید
اسلام آباد، 2021ء
http://library.fes.de/pdf-files/bueros/pakistan/18610.pdf

پاکستان میں سیاسی محرکات کے بدلتے ہوئے نمونے: نچلی سطح کے سماجی اور سیاسی حقائق کی تلاش
نذیر مہر اور طارق ملک
اسلام آباد، 2021ء
http://library.fes.de/pdf-files/bueros/pakistan/18448.pdf

میثاق جمہوریت اور آگے: ادارہ جاتی اصلاحات کے لئے آگے بڑھنے کا رستہ
نزیر مہر، طارق ملک، اسامہ بختیار
اسلام آباد، 2021ء
http://library.fes.de/pdf-files/bueros/pakistan/18449-20211104.pdf

پاکستان میں محنت اور روزگار
حفیظ اے پاشا
اسلام آباد، 2021ء
http://library.fes.de/pdf-files/bueros/pakistan/17993.pdf
پاکستان میں محنت اور روزگار (اردو)
حفیظ اے پاشا
اسلام آباد، 2021ء
https://pakistan.fes.de/publications

پاکستان میں حکمرانی کو مضبوط بنانا: دہشت گردی اور انتہا پسندی سے نمٹنے کے لئے نیشنل ایکشن پلان کا جائزہ
پاک انسٹیٹیوٹ فار پیس اسٹڈیز (PIPS)

اسلام آباد، 2021ء
http://library.fes.de/pdf-files/bueros/pakistan/18096.pdf

پاکستان میں دہشت گردی کی وضاحت: سپریم کورٹ کا فیصلہ۔پارلیمان کے لئے رہنما اصول
محمد عامر رانا
اسلام آباد، 2021ء
http://library.fes.de/pdf-files/bueros/pakistan/18094.pdf

پاکستان میں دہشت گردی کی وضاحت: سپریم کورٹ کا فیصلہ۔پارلیمان کے لئے رہنما اصول (اردو)
محمد عامر رانا
اسلام آباد، 2021ء
http://library.fes.de/pdf-files/bueros/pakistan/18095.pdf

پاکستان میں نسوانیت کے تضادات اور ابہام: چوتھی لہر کی کھوج
روبینہ سہگل
اسلام آباد، 2021ء
http://library.fes.de/pdf-files/bueros/pakistan/17334.pdf

COVID-19 کے عصر میں صحافت: پاکستان سے نقطہ نظر
عافیہ سلام
اسلام آباد، 2020ء
http://library.fes.de/pdf-files/bueros/pakistan/15952.pdf

شہری تعلیم پر تربیتی کتابچہ
ظفر اللہ خان
اسلام آباد، 2020ء
http://library.fes.de/pdf-files/bueros/pakistan/17233.pdf

وائرس سے تبدیل شدہ؟ پاکستان پر کورونا بحران کے وسط مدتی اور دُوررَس اثرات
نازش بروہی
اسلام آباد، 2020ء
http://library.fes.de/pdf-files/bueros/pakistan/16577.pdf

وائرس سے تبدیل شدہ؟ پاکستان پر کورونا بحران کے وسط مدتی اور دُوررَس اثرات (اردو)
نازش بروہی
اسلام آباد، 2020ء
https://pakistan.fes.de/publications

کورونا کے عالمی اثرات: یہ وَبا دنیا کو کس طرح بدل رہی ہے
یوخن، ہپلر
اسلام آباد، 2020ء
http://library.fes.de/pdf-files/bueros/pakistan/16578.pdf

کورونا کے عالمی اثرات: یہ وَبا دنیا کو کس طرح بدل رہی ہے (اردو)
یوخن، ہپلر
اسلام آباد، 2020ء
https://pakistan.fes.de/publications

پاکستان کی علاقائی ربط سازی کی تعمیر
رابعہ اختر
اسلام آباد، 2020ء
http://library.fes.de/pdf-files/bueros/pakistan/15952.pdf

مطبوعات کے حصول کے لئے براہِ کرم ای میل بھیجیں
info@fes-pakistan.org
یا کال کریں: 4-3391 280 51 92+

مصنفین کے بارے میں

یہ مطالعہ دی نالج فورم کی زیر قیادت تحقیقاتی ٹیم زینیہ شوکت، شجاع الدین قریشی، سنبل خان، عبداللہ کھوسو، عازیہ رفیق، محمد رفیق، زوشین ریاض اور ہاجرہ مشتاق کی جانب سے کیا گیا ہے۔

مزدور حقوق کے ماہر ذوالفقار شاہ اور عبداللہ دایو کی جانب سے فکری اور تنظیمی معاونت فراہم کی گئی ہے۔

اشاعت:
کاپی رائٹ© 2021، فریڈرک ایبرٹ اسٹفٹنگ پاکستان آفس
پہلی منزل، 66-W، جنید پلازہ، جناح ایونیو، بلیو ایریا
پی او بکس 1289، اسلام آباد پاکستان

مدیران:
ڈاکٹر یوخن ہیپلر | کنٹری ڈائریکٹر
عبداللہ دایو | پروگرام کوآرڈینیٹر
فریڈرک ایبرٹ اسٹفٹنگ (ایف ای ایس)، پاکستان آفس

سرورق تصویر:
کاپی رائٹ یوخن ہیپلر

فون: 4 – 3391 280 51 92+
فیکس: 3395 280 51 92+
ویب سائٹ: https://pakistan.fes.de
فیس بک: Friedrich-Ebert-Stiftung, Pakistan
ٹوئٹر: @FES_PAK

مطبوعات کے حصول کے لئے: info@fes-pakistan.org

فریڈرک ایبرٹ اسٹفٹنگ کی جانب سے شائع کردہ تمام ابلاغی مواد کا تجارتی مقاصد کے لئے استعمال ادارے (ایف ای ایس پاکستان) کی تحریری رضامندی کے بغیر ممنوع ہے۔

فریڈرک ایبرٹ سٹفٹنگ (ایف ای ایس) جرمنی کی سب سے پرانی سیاسی فاؤنڈیشن ہے۔ اس کا نام جرمنی کے سب سے پہلے جمہوری منتخب صدر فریڈرک ایبرٹ کے نام پر رکھا گیا ہے۔ فریڈرک ایبرٹ سٹفٹنگ نے پاکستان میں اپنا نمائندہ آفس 1990 میں قائم کیا۔ ایف ای ایس ایک دوسرے کو سمجھنے کے لیے مکالمے کو آگے بڑھانے اور اپنے بین الاقوامی کاموں میں پرامن پیش رفت پر توجہ دیتی ہے۔ دنیا بھر میں سیاست، معیشت اور معاشرے میں سماجی انصاف ہمارے معروف اصولوں میں سے ایک ہے۔ پاکستان میں ایف ای ایس غور و فکر کے عمل اور عوام کو آگاہی کے ذریعے جمہوری کلچر کے فروغ کے لیے مختلف سرگرمیوں میں مصروفِ عمل ہے، معاشی اصلاحات اور محنت کشوں کے موئثر ہونے اور امن و ترقی کے لیے حالیہ برسوں میں علاقائی تعاون کو مستحکم کرنے کے لیے سماجی انصاف کی وکالت کر رہی ہے اور اسے فروغ دے رہی ہے۔

ایف ای ایس کے زیر اہتمام شائع کردہ تمام مواد کا کمرشل بنیادوں پر استعمال ایف ای ایس کی تحریری رضامندی کے بغیر ممنوع ہے۔

آئی ایس بی این ISBN 978-969-9675-43-0